رجسٹرڈ ایل نمبر ۹۰

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویأمرون بالمعروف وینہون عن المنکر واولٰئک ہم المفلحون

اشاعتِ اسلام

اردو ترجمہ

اسلامک ریویو اینڈ مسلم انڈیا مجریہ لنڈن

زیر ادارت

خواجہ کمال الدین بی اے ایل ایل بی — مسلم مشنری — مولوی صدر الدین بی اے بی ٹی

قیمت تین روپے سالانہ

یہ کار ثواب ہے۔ کہ آپ ان رسالجات کی خریداری بڑھائیں کیونکہ انہیں رسالوں کی آمد بہت حد تک مسلم ووکنگ مشن کے اخراجات کی کفیل ہے۔ رسالہ ہذا کی دس ہزار اشاعت ووکنگ مشن کے ½ اخراجات کی ذمہ وار ہو سکتی ہے

جلد (۵) — بابت ماہ مئی سنہ ۱۹۱۹ء — نمبر ۵

فہرست مضامین

۱۔ شذرات	۱۹۳	۶۔ سید حیدر رضا صاحب کی تقریر	۲۱۰
۲۔ مولود النبی صلعم	۱۹۶	۷۔ تبلیغ رسالت	۲۱۳
۳۔ مسٹر ایم ایچ اصفہانی کی تقریر	۱۹۹	۸۔ یاد رفتگان	۲۲۲
۴۔ مسٹر ڈڈلے رائٹ شیخ محمد صادق کی تقریر	۲۰۳	۹۔ دنیا کے مشہور شہداء ثلاثہ	۲۲۲
۵۔ آنریبل مسٹر بھوپندر ناتھ باسو کی تقریر	۲۰۹	۱۰۔ تبلیغ اسلام	۲۲۶

اطلاع عام

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مسلم مشنری ووکنگ انگلستان آج مورخہ [illegible] مئی سنہ ۱۹۱۹ء مع الخیر لندن سے لاہور پہنچ گئے ہیں۔ جملہ احباب کی خدمت میں درخواست ہے۔ کہ ان کے تمام ذاتی خطوط آیندہ بجائے ووکنگ ارسال فرمانے کے مندرجہ ذیل پتہ پر ارسال فرما کر ممنون فرمائیں

(بنام حضرت خواجہ صاحب) دفتر اشاعت اسلام عزیز منزل لاہور

(خاکسار بندہ مینیجر رسالہ ہذا)

شکریہ احباب

مندرجہ ذیل بہی خواہان مشن کے ہم تہ دل سے ممنون ہیں جو رسالہ ہذا کی توسیع اشاعت میں ساعی ہیں حقیقت یہ ہے کہ ان مخلص احباب نے اس رسالہ کے اجرا کی اہمیت اور اسکی وسیع اشاعت جو کہ تقویت مسلم مشن ووکنگ کو پہنچ سکتی ہے۔ انہوں نے کما حقہ سمجھ لی ہے اس خدمت دین کا اجر جزیل اس احکم الحاکمین کے ہاں ہے۔ کاش ہمارے دیگر ناظرین کرام بھی اس اہم خدمت کیطرف توجہ مبذول فرما کر اپنے دیگر احباب کو ذیل حسنات میں شامل [illegible] رسالہ ہذا اپنے اغراض و مقاصد میں انوکھا اور نرالا ہے اسکی طرف توجہ کرنی ہر مسلم فرد بشر کا فرض ہے۔ ذیل میں ہم شکریہ کے ساتھ ان احباب کے اسمائے گرامی درج کئے دیتے ہیں جو توسیع اشاعت میں مسلسل کوشاں ہیں۔

۱۔ جناب [illegible] صاحب [illegible]
۲۔ " عبدالمجید صاحب کالی کٹ
۳۔ " محمد علی صاحب سراج نگر
۴۔ " سید محمد عبدالغفور صاحب میرٹھ۔ (حال پشاور)
۵۔ " منشی محمد حسین صاحب لائل پور
۶۔ بورڈران سردار ہائی سکول بگام
۷۔ " محمد یوسف۔ گوگرا
۸۔ " ایس محمد اشرف نصار جگرہ
۹۔ " قاضی زین الدین " الہ آباد
۱۰۔ " منشی رحمت اللہ کوئٹہ
۱۱۔ جمال برادران رنگون
۱۲۔ " آغا محمد کابلی رنگون
۱۳۔ " شیخ خدابخش مردان
۱۴۔ " محمد عزیز اللہ صاحب
۱۵۔ " جنید سیبہی۔ کالمبو
۱۶۔ " شیخ خدابخش بغداد
۱۷۔ " ناظر علی لکھنؤ
۱۸۔ " ایس۔ حیدر۔ کراچی
۱۹۔ جناب حمید حسن خان۔ بھوپال
۲۰۔ " سید شیر احمد۔ چکوال
۲۱۔ " میر ولایت علی $\frac{۳۱۶}{\text{خریدار}}$
۲۲۔ " صدرالدین احمد۔ کلکتہ
۲۳۔ " شیخ قاسم عبداللہ۔ عدن

فہرست معاونین

۲۴۔ جناب عبدالستار صاحب چینی ترکستان
۲۵۔ " سید علی رضا۔ سکھر
۲۶۔ " غلام نبی۔ ڈھاکہ
۲۷۔ " منہاج الدین۔ ڈھاکہ
۲۸۔ " فضل الدین سوداگر چینی ترکستان
۲۹۔ " احمد محی الدین حسین
۳۰۔ " خادم حسین بارابنکی (ماہوار اعانت فرما رہے ہیں)
۳۱۔ " سلیمان صاحب۔ بگام
۳۲۔ " پیر بخش۔ کراچی
۳۳۔ " غوثیہ بیگم۔ شولاپور
۳۴۔ " محمد اسحاق۔ ناسک
۳۵۔ " حکیم شرافت اللہ۔ گورکھپور
۳۶۔ " نور نبی لاہور
۳۷۔ " محمد یوسف۔ منگلور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اشاعت اسلام

ترجمہ اردو اسلامک ریویو اینڈ مسلم انڈیا مجریہ لنڈن

جلد (۵) — بابت ماہ مئی سنہ ۱۹۱۹ء — نمبر (۵)

شذرات

قارئین کرام اس اندوہناک خبر سے یقیناً متاسف ہونگے۔ کہ جناب یحییٰ النصر پارکنسن صاحب نومسلم مورخہ ۳۱ دسمبر سنہ ۱۹۱۸ء کو راہئیے عالم بقا ہوئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ یوں تو دنیا میں سینکڑوں لوگ داعئے اجل کو لبیک کہہ کر کے اپنے خویش و اقارب والدین اور قوم کو داغ مفارقت دیئے جاتے ہیں لیکن اس قحط الرجال زمانہ میں ایسے قابل و حامئے اسلام کا ہم میں سے رخصت ہوجانا واقعی اشاعت اسلام کے لئے نقصان عظیم ہے آپ زبردست اہل قلم تھے۔ اور اسلام کی حمایت میں دشمنانِ اسلام کو دنداں شکن جواب دیا کرتے تھے۔ جناب مسٹر مشیر حسین صاحب قدوائی بیرسٹر ایٹ لا نے مرحوم و مغفور کی اجمالاً سوانحعمری قلمبند فرمائی ہے جو اسی رسالہ میں کسی دوسری جگہ "یادِ رفتگان" کے عنوان کے نیچے درج کیجاتی ہے جس سے قارئینِ کرام کو پتہ چلیگا کہ مرحوم و مغفور کس خیر و خوبی کے متنفس تھے ہماری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دیوے۔ اور ان کے پسماندگان کے قلب حزین کو اپنے فضل سے سکون و صبر عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین +

گذشتہ نمبر میں قارئین کرام نے ملاحظہ فرمایا ہوگا۔ کہ حضرت خواجہ صاحب علالت طبع کی وجہ سے طبی مشورہ کے ماتحت ہندوستان واپس تشریف لا رہے ہیں۔ اُمید واثق ہے کہ جس وقت رسالہ ہذا ناظرین کرام کے ہاتھوں میں ہوگا۔ اسوقت حضرت خواجہ صاحب موصوف بخیریت اپنے وطن مولود لاہور میں پہنچ چکے ہونگے۔ احباب ایسے قیمتی و بابرکت وجود کی صحت و درازی عمر کیلئے دُعا فرماکر عند اللہ ماجور ہوں ۔

اُن گوناگون احسانات میں سے جو اسلام نے دُنیا پر کئے ہیں ایک احسان یہ بھی ہے کہ اسلام نے پُجاری کے منصب کا قطعی طور پر استیصال کیا ہے۔ اسلام میں عبادات مذہبی کو ہر ایک مسلمان سرانجام دے سکتا ہے۔ اور یہ کسی خاص قوم کے ساتھ مخصوص نہیں۔ اور نہ ہی اسلام میں مقرر شدہ پروہت یا پُجاری یا امام ہیں۔ چنانچہ نہایت ہی خوشی کا مقام ہے کہ ہمارے فاضل اجل نومسلم بھائی جناب مسٹر مارمیڈیوک پکتھال حضرت خواجہ صاحب کی جگہ آج کل قائممقامی فرما رہے ہیں ۔

ہم اپنے فاضل بھائی جناب مسٹر مارمیڈیوک پکتھال کو دل سے مبارکباد دیتے ہیں جنہیں حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کی عدم موجودگی میں لنڈن مسلم نماز گاہ میں نماز جمعہ و خطبہ پڑھانے کا موقع ملا ہے۔ اور گذشتہ تین ماہ سے جناب مارمیڈیوک پکتھال صاحب امامت کی خدمت سرانجام فرما رہے ہیں۔ اہالیان لنڈن وسکان ووکنگ جنہیں آپ کی اقتدا میں کھڑے ہوکر نماز پڑھنے کا فخر حاصل ہے۔ سب سے بڑھ کر آپکی امامت کی تحسین و توصیف کر سکتے ہیں۔ جناب مسٹر مارمیڈیوک پکتھال موصوف کے خطبات علمیت و قابلیت کی وجہ سے شہرہ آفاق ہو چکے ہیں۔ اور جس احسن و حکیمانہ پیرایہ میں جناب خطیب صاحب مذکورہ قرآن کریم کے عام فہم مضامین کی تفسیر و تشریح فرماتے ہیں۔ وہ بھی زبان زد خلائق ہو چکی ہے۔ اور ایک نومسلم کا اصل عبارت قرآن کو عربی زبان میں تلاوت کرنا اور بھی غضب ڈھاتا ہے۔ امید کامل ہے کہ ہمارے یورپین نومسلم یہ دیکھ کر مسرور ہوئے ہونگے۔ کہ اُن کی اپنی ہی قوم کا ایک شخص مختلف اقوام کے مسلم

مجمع کی عربی زبان میں امامت کراتا ہے۔ ہماری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالے ہمارے سب نومسلم بھائیوں میں اسلام کی حقیقی عشق و تڑپ کی روح پیدا کرے۔ اور ہماری اسلامی برادری میں روز افزوں ترقی ہو۔ آمین ثم آمین +

جناب مسٹر مارمیڈیوک پکتھال کی اسلامی خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے اِس جگہ پر ہم جناب مسٹر سمس کی بھی ان تھک و مسلسل تبلیغی جدوجہد کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتے جنھوں نے کُچھ مُدت مدیدسے جناب مسٹر عبدالقیوم صاحب ملک کی اعانت سے مسجد ووکنگ میں اتوار کے لیکچروں کا سلسلہ جاری کر رکھا ہے +

لندن مسلم سوسائٹی بھی اپنی تبلیغی جدوجہد میں لگاتار مصروف ہے۔ گذشتہ نمبر میں ۲ مارچ ۱۹۱۹ء تک پروگرام سوسائٹی مذکورہ کا ناظرین کرام ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ ذیل میں اس کے بعد کا پروگرام شائع کیا جاتا ہے:۔

۲ مارچ ۱۹۱۹ء کو جناب مسٹر ایس۔ اچ رضا صاحب نے "محمد صلعم ایک قابل تقلید شخصیت" پر لیکچر فرمایا۔

۹ مارچ ۱۹۱۹ء کو جناب مسٹر محمد ڈڈلے رائیٹ شیخ محمد صادق صاحب نومسلم نے "عملی فرائض" پر لیکچر فرمایا

۱۶ مارچ کو جناب مسٹر سی سلیمان سالج نے "مذہب سراسر رحمت ہے" پر لیکچر فرمایا +

۲۳ مارچ ۱۹۱۹ء کو جناب مسٹر اے ایلکبری صاحب نے "غلطی اور اس سے نکلنے کی راہ" پر لیکچر فرمایا +

۳۰ مارچ ۱۹۱۹ء کو جناب مسٹر ڈڈلے رایٹ شیخ محمد صادق صاحب نے "سیرت نبوی" پر لیکچر دیا۔

۶۔ اپریل ۱۹۱۹ء کو جناب مسٹر مارمیڈیوک پکتھال صاحب نے "قانون زندگی" پر لیکچر فرمایا۔

۱۳۔ اپریل ۱۹۱۹ء کو جناب مسٹر ڈڈلے رابرٹ صاحب نے "زندگی کے مفہوم" پر

لیکچر فرمایا +

۲۷- اپریل ۱۹۱۹ء کو جناب مسٹر ڈڈلے رائیٹ صاحب نے بہشت و دوزخ پر لیکچر فرمایا +

یہ امر نہایت ہی مسرت انگیز ہی - کہ لندن مسلم سوسائٹی کے پروگرام اجلاس مسلسل شائع ہورہے ہیں جس سے انشاء اللہ تعالیٰ خوش آیند نتائج ظہور پذیر ہونے کی قوی اُمید ہے +

مولود النبی صلعم

ذیل میں جلسہ مولود النبی صلعم کی مفصل روئداد درج کیجاتی ہی جو مورخہ ۱۲ دسمبر ۱۹۱۸ء بروز ہفتہ بمقام ۱۱۱ کرومول روڈ جنوبی کنگسن اسلامک سوسائٹی لندن کے زیر اہتمام منعقد ہوا - ایڈیٹر

سنٹرل اسلامک سوسائٹی کی جد و جہد سے حضرت نبی کریم محمد صلعم کا یوم ولادت جزائر برطانیہ کے دارالسلطنت لندن میں اُسی دُھوم دھام سے منایا جاتا ہی جس طرح سالہا سال سے مسلم ممالک میں مُسلمان اسے مناتے چلے آئے ہیں - اور دارالسلطنت مذکور میں یہ ایک سالانہ تہوار ہوگیا ہی - اِس بڑے شہر کے نہ صرف مسلمانوں کو ہی بلکہ تمام اہالیان لندن کو اسپر نازاں ہونا چاہئے - کہ نسل انسانی کے سب سے بڑے محسن اور دُنیا کے سب سے بڑے کامیاب جمہوریت کے حامی اور اشتراکیت کے مُعلّم کا یوم ولادت بڑی تزک و احتشام سے ہر سال لندن میں منایا جاتا ہے - یہ سالانہ تقریب سکان لندن کے لئے بہت منفعت بخش ہوگی - اگر اس سے اہالیان لندن کو اس عظیم الشان مُعلّم کے کارہائے نمایاں و سوانحعمری کو منصفانہ اور غور و تعمق سے پڑھنے کی تحریص ہو - وہ انسان کامل کہ جس نے اپنے مشن کی راستی و صداقت کو قائم کرنے کیلئے معجزات کو دلیل نہیں ٹھیرایا - اور کہ جس نے اپنی پرستش کرنے سے لوگوں کو روکا اور سب کو علے الاعلان بتادیا کہ میں ان لوگوں جیسا ہی بشر ہوں لیکن ساتھ ہی آپنے ایسا مہتم بالشان معجزہ کیا - جو کسی نے نہ کیا تھا یعنی یہ کہ جن میں آپ پیدا ہوئے - اُن

لوگوں کی سرشت میں ایک انقلاب عظیم پیدا کر دیا ۔ اور نسل انسانی کی فلاح اور بہبودی کیلئے اپنی تعلیمات کا ایسا ابدی و نمایاں گہرا اثر چھوڑا ۔ کہ جس ابدی اثر کو کوئی بھی شخص یا جماعت یا خود وہ لوگ جنہیں سادہ لوح مُونیا دیوتاؤں یا خدا کے بیٹے سمجھ کر تکریم کرتی ہے چھوڑ سکے یا چھوڑ سکینگے ۔ اہالیان لندن کو متقی بننے کی ضرورت ہے شراب جزائر انگلستان کے لوگوں کی سب سے بڑی دشمن ہے ۔ انہیں آنحضرت صلعم کی طرف متوجہ ہونا چاہئیے ۔ کہ جس مزکی و معلم نے شراب جیسے ام الخبائث سے نسل انسانی کے ایک کثیر حصہ کو مخلصی دلائی ۔ اور جس نے اخلاقی و معاشرتی قوانین منضبط فرمائے جن سے عملی طور پر خلق خدا کو نفع پہنچا ۔ اور جن قوانین نے ان جزائر کے لوگوں کو ایسی مہلک اور خطرناک بیماریوں سے نجات دی ۔ جو آفت و مصیبت کی حد تک پہنچ چکی تھیں ۔ اور جنہوں نے حقیقی جمہوریت اور مساوات کو قائم کیا ۔ اور انسان کو انسان سے ملک ۔ رنگ قوم و ملت وغیرہ کے امتیازات و حدبندیوں کو مٹا کر برادرانہ سلک میں منسلک کر دیا +

یوم ولادت کی یہ تقریبات بزبان حال سے آنحضرت صلعم کی ابدی و دیرپا کامرانی و کامگاری کا اظہار کرتی ہیں ۔ ان تقریبوں میں مختلف ممالک ۔ اقوام والسنہ ۔ رنگ و عقائد کے ذکور و اناث بلا روک ٹوک برادرانہ شفقت و محبت سے آپس میں ملتے جلتے ہیں اور اُن سب کا نہایت فراخ دلانہ اور بڑے تپاک سے استقبال کیا جاتا ہے +

شومئے قسمت سے ان میں بعض بنی نوع انسان کے بدخواہ اور دشمن ایمان بھی ہیں ۔ جو کہ اسلام کی عدیم النظیر جمہوریت اور اتحاد میں روڑا اٹکانے کے ایسے ذرائع اختیار کرتے ہیں ۔ کہ جن سے اسلام کی عالیشان عمارت کی بنیاد پر ہی حملہ ہو ۔ وہ لوگ مسلمانوں میں ذات پات کی رقابتوں کے پیدا کرنے کی عیارانہ حیلے تراشنے میں منہمک ہیں ۔ تاکہ اس حیلہ سے اسلام کی طاقت و جبروت کو ضعیف کیا جائے ۔ خُدا کرے کہ واجب التکریم حضرت نبی کریم صلعم کے یوم ولادت کی تقریبات ان کو اپنی منصوبہ بازیوں میں پسپا کریں ۔ اور مسلمانان عرب ۔ ہندوستان ۔ ایران اور مصر کو اُس بڑے مُعلم

کی تعلیمات کو پس پشت ڈالنے کی غلطی سے متنبہ کریں جس سے کہ اسلام کا شیرازہ خود غرضانہ اغراض کیلئے بکھرا جاتا ہے۔ جیسا کہ آنریبل مسٹر باسو نے فرمایا ہے۔ کہ اس دُنیا کے نظام جدید کی بُنیاد بین الاقوام میں اتحاد و ہم آہنگی پر رکھی جانی چاہئیے۔ یہانتک کہ غیر مُسلموں کو بھی آنحضرت صلعم کی عالمگیر اور جمہوری تعلیمات کو پڑھنا چاہئیے +

آنحضرت صلعم کی یوم ولادت کی تقریب سابقہ تقریبوں کی طرح کامیاب ہُوئی۔ چُونکہ کرسمس کا جشن اور ممبری انتخاب کی دُھوم قریب تھی ۔ اسلئے اس سعید تہوار کا اہتمام کرنا مشکل ہو گیا۔ کیونکہ کلیرج اور رٹز جیسے ہوٹلوں میں کثرت اژدہام کیوجہ سے رہائش کی گنجائش نہ تھی لیکن سنٹرل اسلامک سوسائٹی مس بیک اور مسٹر سین کی مرہُون احسان ہے جنہوں نے ۲۱ کروموِل روڈ پر وسیع کمرے مرحمت فرما کر سوسائٹی مذکورہ کو تہوار منانے کے قابل کیا۔ جناب مسٹر جسٹس امیر علی۔ لارڈ سنہا میجر جنرل ڈکسن۔ آنریبل مسٹر باسو میڈم اصفہانی مس صدرا اور دیگر مُسلمان نصرانی۔ یہُودی۔ پارسی۔ اہل ہُنود۔ اخوان و خواتین تقریباً تمام مذاہب و ملل رنگ و قوم کے موجُود تھے۔ جو کہ ایک دوسرے سے بغیر کسی رسم و رواج اور تکلف کے آزادانہ اور خوش خلقی سے خلط ملط تھے۔ انہوں نے اس وقت محسُوس کیا۔ کہ وہ ایک دوسرے سے بھائی بہنوں کیطرح ملے ہیں۔ اینگلو آٹومن سوسائٹی کے سرگرم سکرٹری مسٹر آرتھا فیل بعض ناگزیر حالات کے ماتحت شامل تہوار ہونے سے قاصر رہے لیکن اس موقع پر انہوں نے ایک نہایت ہی ہمدردانہ اور ہمت بڑھانیوالا تار ارسال فرمایا۔ مصر سوڈان اور ایران کے مسلمانوں نے اپنے ہندوستانی مسلم بھائیوں سے ہم آواز ہو کر مسٹر باسو کی تقریر کا شکریہ ادا کیا۔ جلسہ کی کاروائی ۳ بجے شام شروع ہوئی اور چھ بجے شام تک ختم ہُوئی۔ اور تمام کا تمام مجمع آئیندہ سال اسی طرح اس سعید تقریب کو منانے کیلئے منتشر ہو گیا +

(القدوائی)

جناب مسٹر ایم ایچ اصفہانی کی افتتاحیہ تقریر

آج ہم اسلام کے مطہر اور پاک پیغمبر صلعم کا یوم ولادت منانے کیلئے اکٹھے ہوئے ہیں جو کہ عرب کے نہایت ہی سنسان و ویران حصہ جو مکہ کے نام سے موسوم ہے۔ آج سے تیرہ صدیوں سے بھی کچھ عرصہ پیشتر پیدا ہوئے +

اُن کے مشن اور سوانح عمری کی تفصیلات میرے معزز دوست مسٹر ڈڈلے رائٹ مجھ سے زائد بالتفصیل آج کی شب اپنے گرامی لیکچر میں بیان فرمائیں گے۔ اس سعید موقع پر میں بھی آپ کے سامنے اپنے لیکچر کے ان حصص کو پڑھے بغیر نہیں رہ سکتا جو آج سے پندرہ سال پیشتر مسلم لٹریری سوسائٹی مدراس کے صاحب صدر ہونے کی حیثیت میں میں نے پڑھے اور اس تقریر کا خلاصہ آنحضرت صلعم کے پاک کلمات کا ترجمہ ہی ہے +

سب سے پہلا حوالہ اس تقریر میں وہ ہے جو کہ آنحضرت صلعم نے مکہ میں فاتحانہ داخل ہونے کے موقع پر فرمائی جبکہ وہ گھر جس کی تعمیر حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کے بیٹے نے واحدہ لاشریک خدا کی پرستش کیلئے اُٹھائی تھی۔ اور جس میں کہ تین سو ساٹھ بُت پڑے ہوئے تھے۔ اور جس کو کہ آپ کے چچیرے بھائی حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے آپ کی فوری ہدایت کے ماتحت مسمار کیا +

حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے خانہ کعبہ کی دیوار سے سہارا لگا کر مکہ معظمہ کے کثیر التعداد باشندگان کو جنہوں نے کہ آپ کے پیراؤں کو تکالیف اور آزار پہنچائے تھے مندرجہ ذیل کلمات میں خطاب فرمایا۔

"اے اولاد قریش! تم مجھ سے کس قسم کے سلوک کی توقع رکھتی ہو" انہوں نے جواب دیا "مہربان بھائی اور بھتیجے ہم تجھ سے رحم و شفقت کی امید رکھتے ہیں۔ تیرے اختیار میں ہے جیسا تو چاہے سلوک کرے" اس پر آنحضرت صلعم کی چشمان مبارک سے آنسو جاری ہو گئے۔ اور آپ نے فرمایا۔ کہ میں تم سے وہی کہتا ہوں جو یوسف نے اپنے بھائیوں سے کہا

آج کے دن تم پر کوئی سختی نہ کیجائیگی - اور خداوند تعالےٰ تمہارے گناہوں کو معاف کر دیگا اور دھو ڈالیگا - کیونکہ وہ رحمٰن اور رحیم ہے - مگر آپؐ نے فرمایا تم اپنے نبی کے نہایت ہی بُرے پڑوسی تھے - تم نے اُسے جھٹلایا - اور اُسکو یہاں تک آزار دیا - کہ اس نے تم سے ہجرت اختیار کی - اور یہیں تک تم نے بس نہیں کی - بلکہ مدینہ تک تم نے اس کا تعاقب کیا - اور اس سے برسرپیکار ہوئے لیکن ان تمام تکالیف کے جو تم سے اس کو پہنچیں اُس نے تم کو معاف کر دیا ہے - اور تم آزاد ہو" +

چنانچہ اہل مکہ نے اس دن سے "آزاد لوگوں" کا خطاب حاصل کیا - بعد ازاں آنحضرت صلعم نے ایک طول و طویل خطبہ فرمایا - جو ذیل میں درج کیا جاتا ہے :-

"اے لوگو - جو یہاں حاضر ہو میری باتوں کو ان تک پہنچا دو جو غائب ہیں - خداوند تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے اور اسلام کی عزت و شوکت کے لئے اس تکبر و نخوت کو جو تمہیں بطور بت پرستی کے بقیہ کے ملا ہے تم میں سے اور تمہارے آبا و اجداد و قبائل میں سے نکال دیا - اے لوگو! تم آدم کی اولاد ہو - جو کہ مٹی کا بنا ہوا تھا - خداوند تعالےٰ کی نگاہ میں تم میں سب سے زیادہ متقی و پیارا وہ ہے - جو کہ اس کا سب سے بڑھکر فرمانبردار ہے - اور پرلے درجہ کا پرہیز گار ہے - گذشتہ ازمنہ کی تمام خونی خانہ جنگیاں روز جزا تک میرے قدموں کے تلے آج سب دھوئی گئی ہیں" +

دوسرے موقعہ پر جبکہ انصار میں کہ جنہوں نے اسلام کی حفاظت میں آپؐ کی امداد فرمائی تھی بددلی سی پیدا ہو گئی - کیونکہ آپؐ نے مال غنیمت کا ایک کثیر حصہ ان حلقہ بگوشان اسلام (یعنی اہل مکہ) کو مرحمت فرما دیا - جنہوں نے کہ تلیل عرصہ بھی نہ گذرا تھا - کہ اسلام قبول کیا تھا - اسلئے آپؐ نے ارشاد فرمایا - کہ ایک خاص خیمہ لگا کر اسمیں انصار کو جمع کیا جاوے - بعد ازاں آپؐ نے مندرجہ ذیل الفاظ میں اس مجمع کو خطاب فرمایا :-

اے انصار! میں نے اس گفتگو کو سُن لیا ہے - جو تم آپس میں کرتے ہو - جب میں آیا - اس وقت تم تاریکی میں ٹامک ٹوئیں مار رہے تھے - اور اللہ تعالےٰ نے تم کو صراط مستقیم پر چلایا - تم تکالیف میں مبتلا تھے - اور اس نے تم کو راحت عطا فرمائی تم ایکدوسرے کے

کے دشمن تھے۔ اس نے تمہارے قلوب میں برادرانہ محبت وشفقت و اتحاد ڈال دیا۔ اب مجھے بتلاؤ۔ کہ کیا واقعی تمہاری ایسی حالت نہ تھی؟ ان سب نے متفقہ طور پر جواب دیا۔ کہ "حقیقتاً ہماری حالت ایسی ہی تھی۔ جیسا کہ آپؐ نے فرمایا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اور اسکے رسولؐ کے ہاں ہی شفقت رحم و فضل ہے۔ آنحضرت صلعم نے سلسلہ کلام جاری رکھا۔ اور فرمایا۔ کہ "خدا کی قسم۔ کہ حقیقتاً تم نے سچ جواب دیا۔ اور تم جواب میں یہ بھی کہہ سکتے تھے۔ کہ آپؐ ہمارے پاس آئے جبکہ آپؐ کی قوم نے آپؐ کو فریبی و دغاباز کہہ کر آپؐ کی تکذیب کی۔ اور ہم آپؐ پر ایمان لائے آپؐ ہمارے پاس ایک بیکس مفرور کی حالت میں آئے۔ اور ہم نے آپؐ کی مدد کی۔ آپؐ ایک غریب اور قوم سے نکالے ہوئے کی حیثیت میں آئے۔ اور ہم نے آپؐ کو جائے پناہ دی آپؐ بے آرام تھے۔ اور ہم نے آپؐ کو دلاسا اور تسلی دی" +

جب آنحضرت صلعم نے یہ کلمات فرمائے۔ تو اہل مدینہ نے آپؐ سے التجا کی کہ یہیں تک بس فرمائیے۔ اور وہ تمام کے تمام زار و قطار رونے لگ گئے۔ یہانتک کہ انکی ریشوں پر آنسو گرنے لگ گئے۔ تب آپؐ نے بیان فرمایا۔ کہ میں نے قریش کے نومسلموں کو اس لئے فراخی سے دنیوی مال و متاع دیا ہے۔ تاکہ اس سے ان کی دلجوئی ہو۔ اور وہ اپنے سابقہ غم و اندوہ کو فراموش کر دیں۔ پھر آپؐ نے فرمایا:-

"اے انصار! اس دنیوی زندگی کی زینت کے لئے اپنے دلوں کو کیوں تکلیف پہنچاتے ہو۔ کیا تم اس سے مطمئن نہیں ہو۔ کہ اہل مکہ تو اونٹوں و ریوڑوں کو حاصل کریں۔ اور تم مجھ کو اپنے ساتھ لئے اپنے گھروں کو واپس جاؤ۔ اسی ذات باری کی قسم ہے۔ کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ میں تم کو کبھی بھی نہیں چھوڑونگا۔ اگر نسل انسانی ایک طرف کا رخ لے۔ اور انصار دوسری طرف کا تو بلا شک و شبہ میں انصار کا ساتھ دونگا۔ اللہ تعالیٰ ان پر اور انکی اولاد پر اور انکی اولاد کی اولاد پر اپنے افضال و برکات نازل فرماتا رہے" +

اس پر تمام انصار ہم آہنگ ہو کر پکارے۔ کہ اے خدا کے رسول و پیغمبر ہم تمام اپنے حصے سے اچھی طرح مطمئن ہیں۔ اور سب کے سب خوش و خرم اطمینان قلب کے ساتھ واپس چلے گئے +

تیسرے موقعہ پر جبکہ آپؐ نے اپنے پیروؤں کو آخری الوداعی پیغام سنایا۔ یہ حجۃ الوداع

کا موقعہ تھا۔ اور آپ نے کوہ عرفات پر کھڑے ہوئے وعظ فرمایا۔ اور جس کو میں آنحضرت صلعم کے "پہاڑی والے وعظ" کے نام سے تعبیر کرونگا۔ آپ نے فرمایا:-

"تمہارے اموال و جانیں ایکدوسرے کے درمیان متبرک و مقدس ہیں۔ یہانتک کہ تم احکم الحاکمین کے حضور پیش ہو۔ اور یاد رکھو۔ کہ تم نے اس احکم الحاکمین کے دربار میں پیش ہونا ہے۔ جو کہ تمام اعمال کی بازپرس کریگا۔ اے لوگو! تمہاری بیبیوں کے تم پر حقوق ہیں اور ایسا ہی تمہارے حقوق تمہاری بیبیوں پر ہیں۔ اپنی ازواج کے ساتھ مہربانی اور نرمی سے سلوک کرو۔ بلاشبہ تم نے ان کو اللہ تعالیٰ کی ضمانت پر لیا ہوا ہے۔ اور خداوند تعالیٰ ہی کے احکام کے بموجب ان کو تم نے اپنے لئے جائز قرار دیا ہے۔ اور اپنے غلاموں کو ایسا ہی کھانا دو جیسا تم خود کھاتے ہو۔ اور وہی پہناؤ جو تم خود پہنتے ہو۔ اگر ان سے کوئی قصور سرزد ہوجائے جس کو معاف کرنے کے لئے تم راضی نہ ہو۔ تو انہیں رخصت کردو۔ کیونکہ وہ خداوند تعالیٰ کی مخلوق ہیں۔ اور ان کے ساتھ سختی سے سلوک نہیں کرنا چاہئے" "اے لوگو! میرے کلمات سنو اور ان کو سمجھو۔ اور کہ تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ اور تمہاری ایک ہی برادری ہے۔ ایک بھائی کی چیز اس وقت تک جائز نہیں جب تک کہ وہ خود برضا و رغبت و خیر خواہی سے عطا نہ فرماوے۔ اور بے انصافی کرنے سے بچتے رہو" + حاضر کو چاہئے کہ غائب کو میرا کلام پہنچا دیوے۔ ممکن ہے کہ جسکو یہ کلام بتلایا جاوے سننے والوں سے زیادہ یاد رکھے" خطبہ کے اختتام پر آنحضرت صلعم نے بہ آواز بلند فرمایا" کہ اے خدا میں نے اپنا پیغام پہنچا دیا۔ اور اپنا کار منصبی مکمل کر لیا" انبوہ کثیر نے ہم آہنگ ہوکر پکارا۔ کہ" بلا شک و شبہ آپ نے ایسا ہی کیا ہے" +

"اے خداوند تعالیٰ میں تیری درگاہ میں یہ الحاح و زاری عرض کرتا ہوں کہ تو اس پر گواہ رہیو"

آنحضرت صلعم کا پہاڑی والا وعظ اگر ایک طرف قابل العمل و معقول ہونے کی وجہ سے اعلیٰ دل و دماغ کو اپیل کرتا ہے تو دوسری طرف ان ادنےٰ طبائع کی ضروریات و سمجھ کے مطابق بھی ہے جنہیں اخلاقی رہبری کیلئے سیدھے سادے اور قابل فہم ہدایات کی ضرورت ہے +

کاش کہ میرے پاس کافی وقت ہوتا۔ تو ان حوالجات کے اصلی کلمات کو عربی زبان میں ہی پڑھتا

جو کہ تراجم کی نسبت بدرجہا روح کو اُبھارنے والے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ میں اپنے نوجوان ہندوستانی دوستوں کو عربی کا بہت سا علم حاصل کرنے کی ہمیشہ تحریص و ترغیب دلاتا رہتا ہوں جس سے کہ وہ نہ صرف عمدہ زباندان اور منطقی ہی بن جاوینگے۔ بلکہ اس معلم اعظم کے مقدس و مطہر کلمات کی قدر و منزلت کرنے کے بھی قابل ہو جاوینگے۔ جن کی پیروی کا انہیں فخر حاصل ہے اور جن کے مقدس کلمات کی خیر و خوبی کو اب بوجہ ناکافی تراجم کے باحسن وجہ نہیں پہنچ سکتے۔ اپنے عیسائی دوستوں سے میں یہ عرض کرونگا۔ کہ جناب مسیح کے کلمات زیادہ مؤثر ہوتے۔ اگر اصلی زبان عبرانی میں آپ کے دلکش کلمات کا ملنا ممکن ہوتا لیکن مسلمانوں کو یہ حق حاصل ہے جس سے وہ استفادہ اُٹھاتے ہیں۔ اور اُن کے ساتھ مشترکہ طور پر اُن کے یہودی بھائیوں کو بھی یہ حق حاصل ہے جن کے پاس جناب موسیٰ کا کلام اصلی رسم الخط میں پہنچا +

وہ بدکیش لوگ جو قبیح مدعا کو ملحوظ نظر رکھ کر اسلام کو بدنما شکل میں پیش کرتے ہیں اس جگہ انکی توجہ خصوصیت سے میں آنحضرت صلعم کے پہاڑی والے وعظ کے ان حصص کی طرف مبذول کرتا ہوں۔ کہ جن حصص پر ہم میں سے اکثر احباب عمل پیرا ہونے کی سعی بلیغ کرتے ہیں۔ اور جن سے ہمارے اس حسن سلوک و حسن خلق کا اظہار ہوتا ہے۔ جو ہم مسلمان اپنے صنف لطیف سے اور نوکروں چاکروں۔ غلاموں۔ مزدوروں یا پیشہ وروں سے روا رکھتے ہیں۔ کیا کوئی شخص آنحضرت صلعم سے بڑھکر فرقہ اناث اور غلاموں کو حقوق دے سکتا ہے۔ کیا کوئی شخص اس بیسویں صدی عیسوی میں اُن حکیمانہ احکام میں کوئی ترمیم یا ایزادی کر سکتا ہے جو آج سے تیرہ صدیاں پیشتر حضرت نبی کریم صلعم نے ریگستان عرب میں عورتوں اور غلاموں کیلئے منضبط فرمائے +

جناب مسٹر ڈڈلے رایٹ شیخ محمد صادق صاحب کی تقریر

حضرت محمد صلعم کا تذکرہ زندگی نہایت ہی دلچسپ ہے۔ اور حقیقتاً تمام سوانحعمریوں میں آپ کی سوانحعمری نہایت ہی دلکش و دلفریب ہے۔ مذہبی مصلح ہونے کی حیثیت میں آپ اس وقت دُنیا میں مبعوث ہوئے جبکہ زمانہ اسباب کا متقاضی تھا۔ کہ اس قسم کی اساسی و بابرکت اصلاحات مروج ہوں جو کہ آپ نے

اجرا فرمائیں۔ اور اب روز روشن کی طرح عیاں ہوتا چلا جاتا ہے۔ کہ آپ کا مشن حقیقتاً بے لوثی و بےغرضی پر مبنی تھا۔ ایک وہ وقت تھا جبکہ مغربی و دروغ گو مذہبی خیال و رائے پر تسلط جمائے ہوئے تھے۔ لیکن گذشتہ دو یا تین صدیوں سے عوام الناس میں آزادئ رائے اور منصف مزاجی کی روح پھونکی گئی ہے۔ اور آہستہ آہستہ بالآخر یقینی طور پر دنیا پر حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ کی شخصیت مہر تاباں کی طرح درخشاں ہوتی چلی جا رہی ہے۔ آپ کی اعلیٰ نسبی اور نصب العین کی پاکیزگی اور مشن کی صداقت کو جو آپ نے ربانی حکم پر جاری فرمایا۔ اب دنیا اعتراف کرنے لگ گئی ہے۔ بہت سے لوگ آنحضرت صلعم کو نعوذ باللہ دیو خیال کرتے ہیں۔ جو کہ ایک مہذب جنگجو و خونخوار ہوتا ہے اور جس کے پیرو بھی لازماً جیسا کہ ان کا آنحضرت کے متعلق خیال ہے بے رحمی و جباری کا مجسمہ ہونگے۔ لیکن اب عوام الناس اسباب کو تسلیم کرنے لگ گئے ہیں۔ کہ آپ خود بھی ظلم تشدد کا تختہ مشق بنے رہے ہیں۔ اور جن جنگوں میں آپ مجبوراً شریک ہوئے وہ محض خود حفاظتی جنگیں تھیں جو کہ ظلم و تشدد کے لئے نہ تھیں۔ آپ کے دل میں فقط ایک ہی تڑپ تھی کہ زندہ و جاوید خدائے ذوالجلال کی شان و جبروت روز افزوں ترقی پر ہو۔ آپ نیکی کے زبردست حامی و پیشوا تھے۔ اور صرف اپنے کنبہ قبیلہ اور قوم کے ہی مربی و محسن نہ تھے بلکہ کل نسل انسانی کے محب و محسن تھے۔ اور آپ کی زبردست و عالیشان سیرت و خصلت کی نظیر دنیا میں کہیں نہیں ملتی۔ اس بات پر آپ نے خصوصیت سے زور دیا۔ کہ اگرچہ میں پیغمبر ہوں۔ اور جس خطاب کا میں صحیح طور پر مدعی ہوں لیکن محض ایک بشر ہی ہوں۔ اعجاز نمائی کا آپ نے کبھی ادعا نہیں کیا۔ تاکہ لوگ عقل و دانش کو چھوڑ کے آپ پر ایمان لائیں۔ بعض اندھا دھند متبعین نے اس قسم کی طاقت آپ کی طرف منسوب کی ہے لیکن دیگر مشہور انسانوں کی طرح آپ کو بھی دوست و دشمن سے تکالیف اٹھانی پڑیں۔ لیکن آپ اپنے سامعین کو ہر وقت یہی یاد دلاتے رہے۔ کہ میں ایک بشر ہی ہوں۔ اگرچہ آپ ایک بشر ہی تھے۔ لیکن ایک عجیب و غریب بشر تھے۔ ایسے بشر کہ اللہ تعالےٰ کی ذات پر جو عظیم الشان بھروسہ تھا۔ جو کہ آپ کا نمایاں و ممیز وصف ہے۔ آپ ایک زبردست روح کے مالک تھے۔ اور جو روحانی طاقت و جبروت آپ میں نہایت درجہ کی تھی۔ جو کہ ابدی ہستی سے مسلسل لو لگانے سے حاصل ہوئی تھی۔ روحانی اور مادی نقطہ خیال سے بھی آپ کو کامل نصرت حاصل ہوئی۔ اور ملک عرب کی برسر پیکار اقوام کو

متحد کرنے میں آپ مظفر و منصور ہوئے۔ اور ان کو ایک زبردست قوم بنا دیا۔ یہاں تک کہ آپ کی تعلیمات نے جو کہ آپ کے ذریعے نازل ہوئی ہیں۔ عربوں میں ایک زبردست رُوح پھونک دی۔ جو بعد ازاں دیگر اقوام کیلئے پارسایانہ اور متقیانہ زندگی بسر کرنے کیلئے خضر راہ بنیں۔ اور آپ کی دلیرانہ سرگرمی نے اہم اور دلیرانہ مُہمات کرنے کی تحریص دلائی۔ جس سے کہ آپ کے نام کی لوگ عزت و وقعت کرتے ہیں۔ اہم سے اہم خطرے کے مقابل اور شدید سے شدید ادبار میں بھی آپ کا اللہ تعالیٰ کی ذات پر قوی ایمان رہا۔ اور اسی کی استعانت طلب فرمائی۔ آپ کو معلوم تھا کہ آپ کا مشن ربانی مشن ہے جس کو آپ نے سرانجام دینا ہے۔ اور آپ کا اللہ تعالے کے احکام کو مختلف اقوام میں پھیلانا خالصاً للہ تھا۔ جس کے لئے آپ گھر بار خویش و اقارب تک چھوڑنے کے لئے مجبور ہوئے۔ تا کہ اللہ تعالیٰ کی توحید کا ڈنکہ اصنام پرستوں میں بجائیں۔ جس کی خاطر کہ آپ کو آلام و مصائب کا تختہ مشق بننا پڑا +

اس دُرِّ یتیم نے اوائل عمر اور سن بلوغت تک پہنچنے تک امن و امان کی زندگی بسر کی اور اپنی عمر کے پہلے چالیس برس میں آپ ملک عرب کے محض ایک معمولی شہری ہی تھے۔ اگرچہ آپ اکثر غار حرا میں ذکر و فکر صوم و صلوٰۃ کیلئے معتکف ہوتے تھے۔ آپ کا طرز زندگی یاصانہ تھا۔ اور تمام عمر میں کبھی بھی آپ نے اپنے مشن کی آڑ میں اپنے آپ کو متمول بنانے کی کوشش نہیں کی۔ یہاں تک کہ جب آپ کے پاس کافی ذرائع و وسائل بھی موجود تھے۔ جوں جوں سال گذرتے گئے اعتکاف زیادہ مرغوب خاطر ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ جب آپ ایک دفعہ معتکف بیٹھے تھے۔ اس حالت اعتکاف میں ایک ربانی آواز آئی۔ جو کہ آسمانی پیام تھا۔ کہ "اے محمدؐ اُٹھ۔ حق و صداقت کیلئے اُٹھ۔ کہ تو ہی خداوند کا مرسل ہے۔ اُٹھ اور لوگوں کو پند و نصائح کر۔ اور اپنے اللہ کی بڑائی بیان کر" +

آپ نے دشمنوں سے انتقام لینے کا کبھی بھی خیال نہیں فرمایا۔ یہاں تک کہ جب آپ بُت پرستی کے خلاف ... وعظ فرماتے تھے۔ تو اہل صنم نے آپ کو مکہ معظمہ سے باہر نکال دیا۔ تو آپ نے دُعا فرمائی +

کہ "اے رب العالمین! میں تجھ ہی سے شکایت کرتا ہوں۔ اپنی کمزوری کی وجہ سے میں لوگوں میں

حقیر ہوں لیکن اے ارحم الرحمین۔ کمزوروں کے رب۔ تو ہی میرا رب ہے۔ مجھے مت چھوڑیو۔ مجھے عجنبیوں اور دشمنوں کا شکار مت کیجیو۔ اگر تو مجھ سے ناراض نہیں۔ تو میں صحیح وسالم ہوں اور میں تیرے ہی چہرہ کی روشنی میں پناہ مانگتا ہوں جس سے کہ تمام تاریکی کافور ہو جاتی ہے اور امن و راحت یہاں بھی اور عالم اخروی میں بھی ملتا ہے۔ جیسی بھی تیری مرضی ہو۔ میری مشکلات کو حل فرما اور ان کو صراط مستقیم پر چلا۔ کیونکہ وہ نہیں جانتے جو وہ کرتے ہیں۔ پیروںکو گرویدہ کرنے کی جدوجہد میں عرصہ دراز صرف ہو گیا۔ اور چار سال کی محنت شاقہ کے بعد چار صحابہؓ نے آپؐ پر اعتماد فرمایا۔ آپؐ کی تلقین کردہ نرا آسان زبانی مذہبی عقیدہ ہی نہ تھی۔ بلکہ آپؐ نے صوم وصلوٰۃ خیرات وزکوٰۃ کی زندگی کی تلقین فرمائی۔ اور یہ عقیدہ گو بظاہر سادہ ہے۔ لیکن روزمرہ کی زندگی کے ادنے سے ادنیٰ کام میں اور عملی فرائض کے افعال اور خیالات تک اس کا دخل ہے۔ تمام مذہبی مصلحین کی قسمت میں مشترکہ طور پر تکالیف وآلام جھیلنا اور بہتان وغلط بیانی کا نشانہ بننا لکھا ہوا ہے۔ لیکن حضرت محمد صلعم کو ان سب سے زیادہ تعداد میں اور شدید سے شدید مصائب جھیلنی پڑیں جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ جس عقیدہ کی آپؐ نے تلقین وتعلیم کی۔ اور جن لوگوں نے اسے قبول کیا وہ لوگ توہم پرست غلاموں کے انبوہ کثیر سے نکلکر بہادر اور اللہ تعالےٰ سے ڈرنے والے بنگئے میخواری اور عیوب مفقود ہو گئے۔ اور بداخلاقی کافور ہو گئی۔ وہ لوگ جو قتل وغارتگری سے معیشت پیدا کرتے تھے متقی اور اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے شہری بن گئے

آنحضرت صلعم کا مذہب اگرچہ سادہ ہے۔ لیکن جس قدر بھی خیال میں لایا جا سکے اسی قدر گہرا و عمیق ہے۔ جسکا دو ہی الفاظ "ایمان وعمل" میں خلاصہ کیا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ پر کامل ایمان جس کا نتیجہ ہے کہ ربانی مرضی کے سامنے سر تسلیم خم کرنا اور اللہ تعالیٰ کی مکمل اور بلاچون وچرا فرمانبرداری۔ جو لفظ اسلام یعنی اسلام کے نام میں ہی مضمر ہے۔ جہاں کہیں بھی مذہب اسلام اختیار کیا گیا ہے وہیں اس نے بردہ فروشی اور مادیت کا قلع قمع کر دیا ہے۔ اسلام میں گناہوں کے عوض میں کفارہ کے مفہوم کی کوئی قربانی نہیں۔ اور نہ ہی اسمیں حواریوں کی قائممقامی کے ہی ڈھکوسلے ہیں۔ اور نہ ہی پادریوں کی طرح خاص لوگ ایسے مقرر کئے جاتے ہیں۔ جن کو مکتی یا نجات دینے کے اختیارات حاصل ہوں۔ اور عیسویت سے خود اسلام کہیں زیادہ اصنام پرستی کا دشمن ہے۔ اسلام میں اللہ اور روح کے درمیان کوئی بھی وسائط

نہیں۔ ہاں اسلام بھی ایک قربانی کا قائل ہے۔ اور وہ قربانی یہ ہے۔ کہ انسان اپنی خواہشات پر قابو پائے۔ اور ہر ایک کام اللہ تعالےٰ کی مرضی کے ماتحت کرے +

تیرہ سو سال کا عرصہ گذر گیا ہے۔ جبکہ نبی کریم حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلعم نے جو کہ تمام انبیاء علیہم السلام میں سب سے بڑے اور آخری پیغمبر تھے اپنا پیغام پہنچایا۔ اور اس پیغام سے جو آپ نے پہنچایا۔ اور جواب بھی پہنچایا جاتا ہے۔ نسل انسانی کی ایک تہائی کو اس سے تسکین۔ انبساط اور بہجت حاصل ہوتی ہے۔ آپ کی شخصیت کا مقناطیسی اثر نسلاً بعد نسلاً چلا آتا ہے۔ اور جو عقیدہ کہ آپنے تلقین فرمایا اسکے اثر وزور میں اب تک سر مو تفاوت واقع نہیں ہوا۔ اور آپ کے پیروں نے جو معبد صادق و جاوید خدائے ذوالجلال کی عبادت کیلئے تعمیر کئے ہیں۔ اسمیں واجب التکریم نبی کریم کا کوئی بھی بُت دکھائی نہیں دیتا اور آپ کی عزت میں کوئی بھی بُت نصب نہیں کیا گیا۔ آپ ان معبدوں میں اُس مہتم بالشان و زبردست انسان کی کوئی بھی ...... تصویر آویزاں نہ پاوینگے۔ جس نے کہ لوگوں کو باحمل و بے محل محنت و مشقت برداشت کر کے الصاف و مستعدی سے واحد حقیقی کی عبادت کی تلقین کی +

کیا حضرت محمد صلعم کو تاریخ میں حقیقی جگہ دینے سے ہم انکار کرسکتے ہیں۔ کیا وہ ہمارے اور تمام نسل انسانی کے شکریہ کے مستحق نہیں۔ ہم بحیثیت اس کے متبعین ہونے کے آپ لوگوں سے ملتجی ہیں۔ کہ آپ اس عظیم الشان پیغمبر کی سوانحعمری اور اسکے کارہائے نمایاں کو بغرضانہ اور بے تعصبانہ مطالعہ فرمائیں۔ اور بے تعصبی بھی وہ کہ جسمیں ایک شمہ بھی طرفداری اور تعصب کا نہ ہو تو حقیقی دلچسپی یقیناً اس طرح ظہور پذیر ہو گی جس طرح رات کے بعد دن لازماً ظہور پذیر ہوتا ہے۔ آپ اس عظیم الشان انقلاب کو دیکھیں جو ملک عرب کے لوگوں اور اقوام کے اوضاع و اطوار و عادات میں پیدا ہو گیا۔ اس سے پیشتر جبتک کہ پیروان نبی کریم نے کتاب اللہ کی روشنی سے اُن کو منور نہ کیا۔ وہ ربع مسکوں کے بہائم و وحوش میں شمار ہوتے تھے +

جبکہ آپ کی وفات کی خبر مشتہر ہوئی تو ایک انبوہ کثیر آپ کے دولتکدہ کے باہر جمع ہو گیا اور

آہ دیکا چیخ و پکار و نالاں کا ایک کہرام مچگیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ کہ "آپ فوت نہیں ہوئے فقط حالت غشی آپ پر طاری ہوئی ہے۔ اور شمشیر برہنہ سونت کر آپؓ نے درشتی سے لوگوں کو دھمکایا۔ کہ کوئی شخص حضرت نبی کریم کو فوت شدہ کہنے کی جرات نہ کرے۔ لیکن اس شور و شغب میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کی کرخت آواز سنائی دی۔ جنہوں نے کہ ذیل کے کلمات پڑھے:۔

الا من کان یعبد محمداً فان محمداً قد مات ومن کان یعبد اللہ فان اللہ حی لا یموت ترجمہ۔ "اگر تم محمد کی پرستش کرتے ہو تو تم کو معلوم رہے کہ محمد تو یقیناً مر گئے لیکن خدائے محمدؐ جیتا ہے اور وہ کبھی نہیں مرسکتا" +

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے مندرجہ بالا آیات کریمہ تلاوت فرماکر آپؐ نے جمغفیر کو اطمینان دلایا پس آج جو کہ ہم یہ ایمان رکھتے ہیں کہ آپؐ کا پیغام منجانب اللہ تھا۔ اور کہ پیغمبر خدا کو تخت الوہیت پر نہیں بٹھاتے۔ آج اس جگہ اسلئے جمع ہوئے ہیں۔ تاکہ اس عظیم الشان شخص کی توقیر عزت محبت و ایثار اور بزرگی کا اعتراف کریں۔ اور پھر اپنا ایمان بہ آواز بلند ہم آہنگ ہو کر مشتہر کریں۔ لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ +

آنریبل جناب مسٹر بھوپندرا ناتھ باسو کی تقریر

جناب صدر جلسہ! خواتین اور حاضرین مجلس!

مجھے خوشی ہے کہ آج مجھے اسلام اور حضرت محمد (صلعم) جن کے یوم ولادت کو منانے کیلئے ہم یہاں جمع ہوئے ہیں عظیم الشان کارناموں اور زندگی کی قدر و قیمت کے اعتراف کا موقعہ ملا ہے۔ میں بحیثیت ایک ہندوستانی اور ہندوستان کی آبادی کے ایک بہت بڑے اور نہایت ضروری عنصر یعنے مسلمانوں کا ہم وطن ہونے کے باوجود اسکے کہ اپنی نسل اور عادات کے لحاظ سے ہندو ہوں۔ اس حیرت انگیز اثر کو محسوس کرتا ہوں جو پیغمبر اسلام (صلعم) کی تعلیمات اور آپؐ کی زندگی نے پیروان اسلام کے دلوں میں ڈالا ہے۔ میرے نزدیک بنی نوع انسان

کی بیماریوں اور نقائص کا ۹/۱۰ حصہ اس ناواجب فوقیت و برتری کا نتیجہ ہے جو ایک جماعت کی دوسری جماعت پر یا ایک انسان کی دوسرے انسان پر یا ایک قوم کی دوسری اقوام پر فرض کر لیگئی ہے۔ وہ تمام بیماریاں اور اخلاقی نقائص جو اس خود ساختہ عدم مساوات کے ذریعہ پیدا ہو سکتی ہیں۔ پیغمبر اسلام (صلعم) کے وقت بہت کثرت کے ساتھ اور عام طور پر پائے جاتے تھے لیکن آپ نے اپنی مذہبی تعلیمات کے شافی اثر کے ماتحت اپنے ذاتی نمونہ اور عمل کے ذریعہ سے ایک ایسی قوم پیدا کی جسمیں افریقہ کا ایک نہایت ادنےٰ اور کریہ الشکل انسان بھی بڑے سے بڑے عربی النسل سردار کے ساتھ ایک ہی سطح اور درجہ مساوات پر کھڑا ہو سکتا تھا۔ یہ مساوات صرف آپ ہی کے زمانہ یا ملکِ عرب تک ہی محدود نہیں ہے۔ بلکہ یہ خالص جمہوریت تحمل و رواداری اور مساوات کا اصول جو پیغمبر اسلام نے سکھایا۔ اور اس پر کاربند کیا۔ عرب کی زمین سے نکلکر تمام ربع مسکون پر پھیلگیا۔ یہی وجہ ہے کہ آج بھی اس مقدس انسان کو تیرہ سو سال گذرے ہوئے ہو جانے کے باوجود ہندوستان میں ایک معمولی خاکروب بھی اسلام کے اندر آکر بڑے سے بڑے امیرزادوں کے ساتھ بلا روک ٹوک مساوات کا درجہ حاصل کر لیتا ہے۔

میں نے مذاہب عالم کو مطالعہ کیا ہے۔ اور مساوات کی یہ لہر کسی دوسرے مذہب میں میں نے نہیں پائی۔ ہندوؤں کے اندر برہمنوں اور قومیت کی سخت تفریق اور حدبندیاں قائم ہیں میں اس بحث میں پڑنے کیلئے تیار نہیں کہ ذاتیات کی یہ تفریق ہندو مذہب میں اس کے ملاوٹ وغیرہ سے پاک ہونے کے وقت بھی موجود تھیں یا نہیں لیکن موجودہ زمانہ میں یہ طریق ہندوؤں میں موجود ہے۔ اور بعض قوموں کے متعلق ان کا یقین ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سر سے پیدا ہوئی ہیں۔ اور بعض پاؤں سے و علےٰ ہذا القیاس۔ اور تو اور خود ان مذاہب میں بھی جن کو اسلام کے ساتھ کچھ نہ کچھ اشتراک ہے یہ تفریق قائم ہے۔ چنانچہ یہودیوں کو ہم دیکھتے ہیں۔ کہ وہ صرف اسرائیلیوں ہی کو اللہ تعالیٰ کی برگزیدہ قوم سمجھتے اور دوسروں کو اس حلقہ سے خارج یقین کرتے ہیں عیسائیت کو اگر دیکھا جائے تو ہم ہندوستان کے اندر خود حضرات پادری کی طرف سے ایسی اصطلاحات وضع ہوتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ جو ملک کے دیسی نو عیسائیوں کو ان کے یورپین بھائیوں سے [illegible] کر دیتی ہیں۔ انہیں دیسی عیسائیوں کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اور ان کے وہ خوش قسمت

بھائی جو یورپ میں پیدا ہوئے ہیں۔ نفرت کی نگاہ سے انہیں دیکھتے ہیں۔

ایک اور احسان جو اسلام نے دنیا پر کیا ہے وہ پجاری کے منصب کا قطعی طور پر استیصال ہے۔ اسلام میں عبادات مذہبی کو ہر ایک مسلمان سرانجام دے سکتا ہے۔ اور یہ کسی خاص قوم کے ساتھ مخصوص نہیں۔ ایک اور متمیز تعلیم بھی پیغمبر اسلام (صلعم) نے دی ہے اور وہ میں سمجھتا ہوں کہ سب سے زیادہ شاندار اور بے نظیر تعلیم ہے۔ اور اسلام نے تمام ان لوگوں کیلئے جو نیک کام کریں نجات کی راہ کھول دی ہے کوئی ہرج نہیں اگر ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت کے وقت مشرق کی طرف منہ کریں یا مغرب کو۔ ہمارے اعمال اور حرکات ہی ہیں جن پر ہم سے باز پرس ہوگی[۵] +

ان عظیم الشان حالات میں جو اس وقت دنیا پر طاری ہیں ہر ایک بہی خواہ انسانیت کا فرض ہے۔ کہ حضرت محمد (صلعم) کی ان پاکیزہ تعلیمات کے مفہوم پر غور کرے۔ اور آیندہ زندگی میں اس کو اسی رنگ میں عمل میں لانے کی کوشش کرے۔ جس رنگ میں اسلام نے اسے سکھایا ہے اس حقیقت کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں کہ اسلامی اصول جمہوریت و مساوات میں ایک تھوڑی سی ملاوٹ بھی ہمارے مستقبل کو زمانہ ماضی سے بالکل مختلف بنا دیگی۔ اور کوئی مشابہت ان دونوں ازمنہ میں باقی نہیں رہیگی +

سید حیدر رضا صاحب کی تقریر

روئے زمین کے مختلف حصص میں مسلمانوں کی تعداد حسب ذیل ہے :-

افریقہ میں پانچ کروڑ دس لاکھ مسلمان آباد ہیں شمالی امریکہ میں پندرہ ہزار۔ جنوبی امریکہ میں ۱۰ ہزار۔ اوشینیا میں ۲ کروڑ ۵۰ لاکھ ایشیا میں ۱۴ کروڑ بیس لاکھ۔ یورپ میں ۴۰ لاکھ گو یا کل روئے زمین پر ۲۲ کروڑ بیس لاکھ مسلمان آباد ہیں۔ جن کا اگر دوسرے مذاہب سے مقابلہ کیا جائے تو رومن کیتھولک عیسائیوں سے ۵ کروڑ ۸۰ لاکھ کم ہیں۔ ہندوؤں سے ایک کروڑ بیس لاکھ اور بدھ مذہب والوں سے

---

[۵] مسٹر باسو کا غالباً اشارہ قرآن کریم کی اس آیت کی طرف ہے لیس البران تولوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب ولکن البر من امن باللہ والیوم الاخر والملئکۃ والکتب والنبیین الخ

۸ کروڑ ۔ ۴۰ لاکھ مسلمانوں کی کُل تعداد کُل بنی نوع انسان کا تقریباً ۱/۵ حصہ ہے ۔ اور میرے لئے یہ نہایت تعجب انگیز ہے کہ یہ تعداد کوئی بہت زیادہ نہیں ۵ +

حضرت محمد صلعم کے عظیم الشان کارناموں اور آپ کی زندگی کی قدر و قیمت کرنے کا سب سے احسن طریقہ یہ ہے کہ آپ کے مہتم بالشان مشن کی اصلیت کو سمجھا جاوے ۔ ہم حضرت محمد صلعم کو خدا یا خدا کا بیٹا نہیں مانتے ۔ اور نہ ہی انہیں خدا تعالےٰ کا رشتہ دار ٹھیراتے ہیں اور کسی قسم کی رشتہ داری اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب نہیں کرتے ۔ کیونکہ اسلام میں ایسا کرنا خداوند تعالیٰ کے سطوت و جلال و تقدس کے خلاف کام کرنا ہے ۔ اللہ تعالیٰ کی ذات بے نیاز بزرگ اور واحد ہے اور اسے کسی قسم کے رشتہ و تعلق کی حاجت نہیں حضرت محمد صلعم محض ایک بشر تھے اور جسقدر بشر آج تک گذر چکے ہیں ۔ ان سب سے افضل البشر تھے ۔ اور قرآن کریم اسکی تشریح و توضیح مندرجہ ذیل آیت میں خوب طرح کرتا ہے " وما محمد الا رسول " (محمد کیا ہیں محض ایک رسول ہیں) مسلمان آنحضرت صلعم کی پرستش نہیں کرتے نصرانی حضرت عیسے کو خدا کا بیٹا سمجھ کر اسکی عبادت کرتے ہیں ۔ بدھ مذہب والے جناب بدھ کو خدا تسلیم کرتے ہیں ۔ اہل ہنود انسانوں کی پوجا کرتے ہیں ۔ اور انہیں دیوتا کرکے پکارتے ہیں لیکن مسلمان فقط وحدہٗ لاشریک ایک ہی خدا کی پرستش کرتے ہیں مسلم غلطی سے محمدی نامزد ہیں ۔ اُن کو "عبداللہ" کے نام سے پکارنا چاہیئے ۔ کیونکہ وہ سوائے واحد ۔ بزرگ و محسن خدا کے کسی سامنے جبین نیاز کو خم نہیں کرتے +

قرآن کریم کے اصول کے متعلق بھی میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ قرآن کریم حضرت محمد صلعم نے تحریر نہیں فرمایا ۔ اور نہ ہی آپ کے تخیل کا ہی نتیجہ ہے ۔ اور نہ ہی آپ نے اُسے تصنیف فرمایا ۔ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا اصلی کلام ہے ۔ حضرت محمد صلعم نے قرآن کریم اللہ تعالیٰ سے بذریعہ وحی پایا ۔ اور احادیث آپکے ارشاد سے لوگوں تک پہنچا یا تعلیمات جو جو حضرت محمد صلعم کی طرف منسوب کیجاتی ہیں ۔ دو اقسام میں منقسم ہیں +

(۱) ایک تو وہ جو آپ نے فرمایا یا تعلیم کیا ۔ جیسے حدیث یا روایت کہتے ہیں یعنی آپکے اقوال و افعال کا مجموعہ ۔ دوسرا خدا کا کلام یعنی قرآن مجید جس کی کہ تمام دنیا کو

اپنی نجات کے لیئے فرمانبرداری کرنی چاہئیے۔ قرآن کریم کی یہ نمایاں خصوصیات ہیں۔ اور قرآن کریم میں متکلم خداوند تعالیٰ ہی ہے جو کہ بنفسہٖ اپنی مخلوق سے ہمکلام ہوتا ہے۔ تمام مذاہب کا متقابلہ مطالعہ کرنا میں نے اپنا شغل قرار دے لیا ہوا ہے۔ یعنے کنفیوشس۔ وید ژندوستہ۔ بُدھ کے اقوال اور انجیل کے حصص پڑھے ہیں۔ لیکن یہ تمام کُتب قرآن کریم کی طرح منجانب اللہ ہونے کا ادعا نہیں کرتیں۔ انجیل کو باب (کتاب پیدائش سے لیکر ریویلیشن) تک پڑھو۔ اور اسمیں ایک بھی لفظ آپ ایسا نہیں پاوینگے۔ کہ انجیل یا اُس کا کوئی حصہ خدا کا کلام ہے +

انجیل ایسے لوگوں نے لکھی جن کو وحی ہوئی۔ حضرت محمد صلعم سے پیشتر جو انبیائؑ علیہم السّلام گذرے ہیں۔ ان میں اس قسم کے لوگ تھے۔ جن کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی ہوتی تھی۔ اس سے یہ پتہ چلتا ہے۔ کہ خداوند تعالیٰ سابقہ انبیاء علیہم السّلام کے ذریعے سے لوگوں کو اپنا آخری پیغام پہنچانے کے لئے تیار کر رہا تھا۔ اور جب اسکی عقل و دانش نے سمجھ لیا۔ کہ اب لوگ اس آخری پیغام کو لینے کے لئے تیار ہیں۔ تو اس نے حضرت محمد صلعم کو نازل فرمایا۔ اور حضرت محمد صلعم کے وسائط سے خداوند تعالےٰ نے اپنے بندوں سے براہ راست ہم سخن ہُوا۔ یہ ایک مُسلّمہ امر ہے۔ کہ کسی نبی۔ یا مذہبی مُعلّم کو حضرت نبی کریم سے نصف پیرو بھی میسّر نہیں آئے جتنے کہ آپؐ کے متبعین آپؐ کی عمر میں ہی ہو گئے تھے +

دُنیا کے تمام مذاہب میں اسلام ایک نوخیز مذہب ہے۔ جناب مسیح پیشتر اسکے کہ اس دُنیا سے رُخصت ہُوئے۔ آپؑ نے فرمایا۔ "کہ ابھی کسی اَور نے مبعوث ہونا ہے۔ جس کو یوحنا کے بموجب فارقلیط کہا جاتا ہے۔ جناب مسیحؑ کو معلوم تھا۔ کہ خدا کا کام ابھی تک تکمیل کو نہیں پہنچا۔ حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ موعود و تسلّی دہندہ یا فارقلیط تھے۔ اور آپ کو علم تھا۔ کہ خداوند نے آپؐ کے ذریعہ سے لوگوں کو اپنا آخری پیغام پہنچایا ہے۔ قرآن کریم فرماتا ہے۔ کہ خدا کا کام اسمیں پُوری تکمیل کو پہنچا ہُوا ہے۔ اور اسلام کا سب سے بڑھ کر قائل کر دینے والا ثبوت یہی ہے۔ کہ اُسکو وجود میں آئے ہوئے تیرہ سو سال کا عرصہ گذر گیا ہے۔ لیکن اب تک کوئی اس جیسا عالمگیر مذہب پیدا نہیں ہُوا۔

تبلیغ رسالت

یا یہا المدثر ۰ قم فانذر ۰ وربک فکبر ۰ وثیابک فطہر ۰ والرجز فاہجر ۰ ولا تمنن تستکثر ۰ ولربک فاصبر ۰ ترجمہ۔ اے (پیغمبر) جو (وحی کی ہیبت سے) چادر لپیٹے پڑے ہو اٹھو۔ اور (لوگوں کو عذاب خدا سے) ڈراؤ اور اپنے پروردگار کی بڑائی بیان کرو۔ اور اپنے کپڑوں کو (خوب اچھی طرح) پاک (وصاف) اور نجاست سے الگ رکھو۔ اور (تبلیغ رسالت) کو بڑا کار (نمایاں) سمجھ کر (لوگوں پر) احسان نہ رکھو۔ (تبلیغ رسالت میں جو مشکلات پیش آئیں اُن پر) اپنے پروردگار (کی رضا جوئی) کیلئے صبر کرو۔ (المدثر آیت ۱تا۷) +

خداوند تعالیٰ نے کے سب سے آخری پیغامبر نسل انسانی کے سب سے آخری نبی اور مصلح کو احدیت مآب سے مندرجہ بالا حکمنامہ ملا۔ تاکہ وہ جناب مسیحؑ کا بحیثیت موعود اور سب سے بڑے تسلی دہندے کے جانشین ہو۔ سب سے پہلی ہی وحی میں اُمّی نبی (صلعم) کو پڑھنے کا ارشاد ہوتا ہے۔ اور اسکی توجہ قلم وعلم کی طرف مبذول کیجاتی ہے۔ یہ ایک تعلیمی وحی تھی۔ جو تاریخی ترتیب میں دوسرے درجہ پر تھی۔ اور جو کہ چھ ماہ کے عرصہ کے گذرنے پر جو زمانہ فترت کہلاتا ہے۔ آپؐ پر غار حرا میں اس وقت نازل ہوئی۔ جبکہ آپؐ ایک کمبل اوڑھے گلہ بان کے لباس میں مغموم و افسردہ یاد الٰہی میں بیٹھے تھے۔ کیونکہ ایک عرصہ طویل سے آپؐ نے اپنے محسن و محبّ خدائے عزوجل سے کچھ نہ سنا تھا +

مندرجہ بالا وحی کا انداز خطاب ہی پیارا اور ابھارنے والا ہے۔ المدثر یعنی چادر میں لپٹا ہؤا آنحضرت صلعم کے اسمائے حسنہ میں سے ایک نام ہے۔ جو کہ نہایت ہی پیارا نام ہے۔ اور اس نام سے متبعین اسلام کو یہ بتلانا مقصود تھا۔ کہ خدائے عزوجل ہمیشہ بڑے بڑے پیشوا ایوان خسروی اور لباس فاخرہ زیب تن کرنیوالوں ہی میں سے انتخاب نہیں کیا کرتا۔ بلکہ نسل انسانی کے سب سے بڑے رہنما و پیشوا کو جب نہ صرف اپنے۔ زمانہ و قوم کی رہنمائی کے لئے بلکہ کل دُنیا و اقوام عالم وکُل مذاہب و ملل کی رہبری کے لئے

ارشادِ الٰہی ہوتا ہے تو اس وقت وہ ایک روئی کی کملی اوڑھے ہوئے ہوتے ہیں۔ پس سب سے پہلی آیت کریمہ ہمیں یہ اخلاقی سبق سکھلاتی ہے کہ کسی شخص کا طرز زندگی و لباس مرغوب خاطر نہیں ہو سکتا بلکہ جوہر و سیرت ہی ایک ایسی چیز ہے جو اپنی اندر مقناطیسی اثر رکھتی ہے۔ دوسری آیت کریمہ اسلامی تعلیمات کا خلاصہ و نچوڑ ہے۔ اور اسلام کی آئندہ کی شان و شکوہ کا راز "قم فانذر" دو ہی لفظوں میں مضمر ہے۔ "قم فانذر" ہی مسلم قوم کی ترقی و بہبودی و فلاح کی کلید ہے۔ صحابہ کبار کا یہی مقولہ تھا۔ اور یہی بانگ درا انہیں آگے بڑھاتی تھی۔ اور جس نے اُن میں ایسی رُوح پھونک دی جس سے انہوں نے دُنیا کے ایک بڑے حصّہ کو مسخر کر لیا۔ اور اسلام خواب و خیال کی بجائے عملی مذہب ہو گیا۔ جناب رسالت مآبؐ کو تخلیہ کی یاد اور کسل و جبن کی طرز زندگی کو چھوڑنے اور کمر ہمت باندھنے کیلئے احدیت مآب سے حکم ہوا۔ آپؐ کو ارشاد ہوا کہ آپ اُٹھ کر دُنیا کے لئے نمونہ۔ اسوہ اور منذر بنیں۔ خاموش حسنات بلا شبہ اچھی ہیں۔ لیکن خداوند تعالیٰ ان خاموش حسنات سے بڑھ کر آپؐ سے خدمت لینا چاہتے تھے۔ آپؐ نے کھڑے ہو کر لوگوں کو نہ صرف قولی بلکہ عملی پند و نصائح بھی کرنی تھیں۔ آپؐ نے انقیادِ حکم میں اپنے کارِ منصبی کو پورا کیا اور جب تک آپؐ کے پیرو آپؐ کے نقش قدم پر چلے اور شریعت پر قائم رہے اور جب تک کہ منذر و نمونہ قوم بننے کے لئے مساعی رہے۔ انہوں نے تمام عالم کی رہنمائی کی۔ خدا کرے کہ موجودہ مسلمین بھی پابند صوم و صلوٰۃ ہو کر . . کسل و جبن و کاہلی کو چھوڑ کر ایک مستحکم و مضبوط قوم بن جائیں۔ اور ایک دوسرے سے برادرانہ شفقت و محبت کے رشتہ میں منسلک ہو جائیں۔ خداوند تعالیٰ انہیں پھر نمونہ قوم بننے اور دوسروں کو پند و نصائح کرنے کی توفیق عطا فرمائے کیونکہ انسانی ترقی اسی میں ہے کہ ہر فرد و بشر نسل انسانی کی فلاح و بہبودی کے لئے کوشاں ہو۔ آجکل بھی آنحضرتؐ کی حدیث ہی مسلمانوں کا اصول رہنمائی ہونا چاہئے انہیں اسکے احکام پر عمل پیرا ہونا چاہئے۔ پدرم سلطان بود کے نعرے لگانے یا زبانی جمع خرچ کرنے یا اسلام کے حسن و جمال پر وعظ میں دادِ تقاریر کرنے سے کوئی احسن نتائج مترتب نہیں ہو سکتے جب تک کہ خود مسلم قوم کے اعمال ان امور کی استواری۔ طاقت و استقامت کے مصدق نہ ہوں۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ دُوسروں کے سامنے اسوۂ حسنہ پیش کریں۔ ان میں سے ہر ایک کو اپنے اعمال زندگی

کاروبار میں اور دوسروں سے سلوک کرنے میں ایک ایسا نمونہ پیش کرنا چاہئیے۔ کہ دوسرے اس سے مستفیض ہوسکیں۔ بغیر عمل کے پند و نصائح کسی بھی کام کی نہیں مسلمانوں کو اپنی قوم کو ایسا نمونہ قوم بنانے کی کوشش کرنی چاہئیے۔ جو کہ تمام قومی ملکی اور رنگ کے امتیازات و اختلافات و تعصبات سے مبرا ہو۔ اور آپس میں برادرانہ محبت سے متحد ہو۔ اور سرگرمی و جوش و خروش سے کام کریں تاکہ ہمارے کاروبار روز افزوں ترقی پر ہوں۔ اور ہمارا قدم آگے کو ہی بڑھے اور ہر روز جاہ و جلال اور تعداد میں اس ہلال کی طرح بڑھیں جسے ہم نے اپنا قومی نشان قرار دیا ہوا ہے۔ اور جو ہر رات اپنی درخشانی اور جسامت میں ترقی کرتا ہے۔ یہانتک کہ بدر کامل ہو جاتا ہے ۔

اسلام عمل۔ ایثار۔ جد و جہد کا مذہب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مُسلم کو زندگی اور طاقت اسلئے عطا نہیں فرمائی۔ کہ اسے کاہلی۔ عزلت گزینی اور خانقاہ میں بیٹھ کر صرف کردے بلکہ کارزار دُنیا میں اعلائے کلمۃ اللہ میں اپنی زندگی صرف کرے۔ جس سے انسانی عقل و دانش کو جلا ہو ۔

"قم فانذر" آنحضرت صلعم کا امتیازی مقولہ تھا۔ لیکن کس مدعا کو پیش نظر رکھتے ہوئے آپ میں قم فانذر کی رُوح پھونکی گئی۔ حقیقتاً وہ کسی ذاتی وجاہت کے لئے نہ تھی۔ اور نہ کسی خاص قوم و ملت کی شان و شوکت کو بڑھانے ہی کے لئے تھی بلکہ محض خالق اکبر کی بڑائی کرنے کے لئے آپ کو "قم فانذر" کا فرمان آلہی ہوا۔ رب العالمین کی جو تمام جہان کا پرورش کنندہ ہے صرف اسی طرح حمد و ثنا ہوسکتی ہے کہ اسکے نائب یعنی انسان کے ہاتھ میں دُنیا کی عنان حکومت ہو۔ اللہ تعالیٰ نے انسان میں دُنیا پر حکمرانی کرنے کی استعدادیں ودیعت کی ہوئی ہیں اگر انسان اپنی رُوحانی اور ذہنی قوی کی وساطت سے دُنیا پر اور کُل عناصر۔ چاند سُورج اور ہر ایک چیز پر حکمرانی کرنے میں کامیاب ہو جائے۔ اور اگر تمام مخلوق کی بہبودی کو ترقی دینے میں کامرانی حاصل کرلے۔ تو اُس نے گویا اس خالق اکبر رزاق و پرورش کنندہ کی سراہت و بڑائی کی جس نے اُسے عقل اور اخلاقی اوصاف سے مُتصف کیا۔ اور تمام لوازمات کو جو اس زمین کی نیابت کے لئے انسان کیلئے ضروری تھے اُسے عطا فرمائے ۔

میں نے اُوپر بیان کیا ہے کہ جب خداوند تعالیٰ نے آنحضرت صلعم کو "مدثر" کے لفظ سے خطاب فرمایا۔ تو اس میں اس دُنیا کو ایک اخلاقی سبق دینا مقصود تھا۔ اور اسی ضمن میں احدیث آیت کو "وثیابك فطهر" (کہ اپنے کپڑوں کو پاک اور نجاست سے الگ رکھو) کے ارشاد نازل فرمانے سے ایک اور اخلاقی سبق دینا مقصود تھا لباس خواہ سیدھا سادا اور غریبانہ ہو لیکن پاک اور مُطہر ہونا چاہیئے جسمانی طہارت رُوحانی اور اخلاقی صفائی کے لئے ضروری ہے۔ اور بلاشُبہ طہارت پارسائی سے دوسرے درجہ پر ہے +

لفظ طہر کے اندر محض ظاہری طہارت سے بڑھ کر عمیق مفہوم پنہان ہے مسلم کی ہر ایک چیز کما حقہٗ صاف وستھری ہونی چاہیئے۔ اور کسب حلال سے کمائی ہوئی چیز مطہر ہونی چاہیئے مُسلمانوں کو جسمانی اور رُوحانی دونوں طرح سے مطہر زندگی بسر کرنی چاہیئے۔ پانچ دفعہ یومیہ وضُو کرنا اور بعض مواقع پر آب رواں میں تمام کے تمام جسم کا غُسل کرنا ان کے مذہبی فریضہ میں سے ہے۔ روزمرہ کے خانگی عادات طہارت سے مسلمانوں کے جسم اکثر پاک و مُطہر ہوتے ہیں یہانتک کہ یہودی قوم بھی طہارت میں اس قدر محتاط نہیں۔ نصرانی ایام دینداری میں اکثر غلیظ رہتے تھے۔ کیونکہ جناب مسیحؑ نے فرمایا ہؤا ہے کہ جو چیز جسم کے اندر جاتی ہے ناپاک نہیں ہے۔ لیکن جبکہ نصرانیوں نے مسلمان مردوں بچّوں اور عورتوں کیساتھ بُرا سلوک کیا اور مُلک ہسپانیہ سے جہاں اُنہوں نے آٹھ سو برس تک بڑے شان وشوکت سے حکومت کی تھی جلاوطن کردیا۔ اور اُن غُسلخانوں کو جو مسلمانوں نے تعمیر کئے تھے۔ ویران کر کے مسلما تک کردیا۔ تو نصرانی پوپ کے نائبوں اور پادرنے یہ فتویٰ صادر کیا۔ کہ غُسل اور طہارت مشرکین (یعنی مسلمانوں) کی عادت ہے مُقلّد عیسائیوں کو اسکی تقلید ہرگز نہیں کرنی چاہیئے ہسپانیہ میں مسلمانوں کے عہد حکومت کے وقت ایک مسلم کی نمایاں و مُمیز نشانی یہ تھی۔ کہ اُسکے ہاتھ اچھی طرح سے مصفےٰ ہوتے تھے۔ اور اپنے ہم شہری نصرانیوں سے بدرجہا مُطہر و پاک ہوتے تھے جسمانی طہارت بلاشُبہ لازم ولابُد ہے لیکن اسی پر ہی اکتفا نہ کرنی چاہیئے۔ موجُودہ تہذیب اگرچہ اپنے آپ کو نصرانی کہتی ہے۔ لیکن اس کے پیرو جسمانی طہارت کے مسلمانی اصُولوں کو اختیار کر رہے ہیں جنہیں وہ ہسپانیہ کے عیسائی پادرُو

مفتیوں کے فتاوی اور احکام کے سراسر خلاف کر رہے ہیں۔ کیونکہ بہت سے نصرانی صفائی و طہارت میں مسلم طرز و طریقہ اختیار کر رہے ہیں۔ اور ہر ایک انگریزی گھر میں غسلخانہ مسلمانوں کی طرح ایک لازمی جزو مکان ہو رہا ہے۔ گو غسلخانوں کا رواج تمام یورپ کے براعظم میں مروج نہیں ہُوا لیکن لندن میں اسلامی طرز کے غسلخانے موجود ہیں۔ اسکی وجہ شاید بہت حد تک یہ ہے کہ نجس لوگوں کی تعداد انحطاط میں ہے۔ موجودہ تہذیب کو ابھی والرضا فاطہر'' کے حکم پر عمل پیرا ہو کر ہر ایک قسم کی نجاست و آلودگی سے احتراز کرنا ہے مسلمانوں کو ہر ایک قسم کی نجاست غلاظت کمینگی سفلہ پن قبیح و شنیع اشیاء کو ترک کرنے کا حکم ہُوا تھا نہیں حکم ہُوا کہ رُوحانی اور اخلاقی طور پر بھی مطہر رہیں۔ اور دوسروں کے ساتھ کاروبار میں راستبازی اختیار کریں۔ اور ہر ایک قسم کے دغا۔ فریب۔ مکر و دھوکے سے اجتناب کریں۔ یہانتک کہ اپنے افعال اور خیالات میں بھی حنیف اور دلیر ہوں۔ مندرجہ بالا ارشاد الٰہی کے دو ہی لفظ تمام عالم کی بھلائی و بہبودی کیلئے اپنے اندر ایک بیش بہا اخلاقی اصُول رکھتے ہیں۔ ''رجز فاھجر'' پلیدی سے اجتناب کرنا ایک مرد و عورت کیلئے خواہ وہ کسی ملک مذہب و ملت سے تعلق رکھتے ہوں اُن کے لئے ہدایت کا ایک زرین اصُول ہے۔ سب سے بہتر مرد یا عورت بننے کیلئے یہ سب سے احسن طریقہ ہے اس کے بعد ایک اور زریں اصُول بتایا ہے جس کے الفاظ شفقت و مہربانی سے معمُور ہیں ؛

ولا تمنن تستکثر

اور (تبلیغ رسالت) کو بڑا کار (نمایاں) سمجھ کر (لوگوں پر) احسان نہ رکھو۔

اسلام نے اپنے پیروُں کو صنعت و حرفت کو فروغ دینے کی تلقین کی ہے لیکن اسکے ساتھ ہی تمام تمدنی و اخلاقی معاملات میں (بنیاپن) کی رُوح سے احتراز کرنے کے لئے بھی اسلام نے بڑی احتیاط کی ہے۔ اسلام نے مسلمانوں کو دکاندار قوم بنانے کی کبھی بھی کوشش نہیں کی۔ کہ جن کا انتہائے زندگی صرف منفعت حاصل کرنا اور دوسروں کے منافع پر آرام کرنا ہو۔ اسلام ہر ایک نیکی کو نیکی ہونے کی وجہ سے حکم دیتا ہے۔ اور اُس کا یہ حکم کسی ذاتی منفعت پر مبنی نہیں ہوتا۔ اسلام راستبازی کا ارشاد اسلئے نہیں فرماتا

کہ یہ ایک حکمت عملی یا پالیسی ہے بلکہ یہ ایک بڑی بھاری نیکی ہے +

اسی طرح اسلام انسان کو احسان کا حکم دیتا ہے۔ جس کا مدعا نہیں کہ اس احسان کے بدلے انسان کو کچھ زائد معاوضہ میں ملنے کی امید رکھنی چاہیئے۔ بلکہ خالصتاً للہ وہ احسان ہو جو کہ اپنے ہمجنس مخلوق کی خاطر خالص انسانی ہمدردی کے لئے ہو +

اسلام ہم سے یہ چاہتا ہے۔ کہ ہم اپنی ہمجنس مخلوق سے ایک ایسا فرض سمجھ کر بھلائی کریں جو کہ خود خالق اکبر نے ہمارے ذمہ ڈال رکھا ہے۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ اسلام میں زکوٰۃ کا مسئلہ ضروری و لازمی قرار دیا ہے۔ ہم انسانی جنس میں پیدا ہوئے ہیں۔ اسلئے یہ ہمارا فرض ہونا چاہیئے۔ کہ ہم اپنے بھائی بندوں سے نیکی اور بھلائی کریں۔ اگر دوسرے ہم سے اچھا سلوک نہ کریں۔ تو بھی ہمیں اپنی ذمہ داری کو ادا کرنے میں کوشش کرنی چاہیئے۔ اور جہانتک ہمارے بس میں ہے۔ دوسروں کے ساتھ بھلائی اور نیکی کریں۔ قرآن کریم کا یہ حکم احسان کے درجہ کو درجہ کمال تک پہنچا دیتا ہے۔ اور اس سے ہمدردی کی روح غایت درجہ تک ترقی کرتی ہے۔ اور انسانی ہمدردی کو یہاں تک وسعت دیتا ہے کہ وہ حیوان اور نیز پودے بھی کہ جن سے انسان کو کسی قسم کے عوض معاوضہ کی توقع تک نہیں۔ ان سے بھی ہم ہمدردی اور بھلائی کریں +

مسلم شاعر جناب سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:۔

میازار مورے کہ دانہ کش است ۔۔۔ کہ جان دارد و جان شیریں خوش است

ترجمہ۔ ایک چیونٹی تک کو تکلیف و دکھ مت دو۔ جو کہ دانہ کے لیجانے کیلئے مساعی ہے۔ کیونکہ آخر وہ بھی جان رکھتی ہے اور جان ہر ایک کو عزیز ہے" +

مسلمانوں کو سرسبز درختوں تک کاٹنے کی ممانعت ہے۔ اور دنیا میں کوئی قوم ایسی نہیں جس سے اسقدر اظہار ہمدردی و شفقت ٹپکتا ہو جس قدر کہ مسلم قوم سے مسلمانوں کی لامحدود ہمدردی و بھلائی خالصتاً للہ ہوتی ہے جس کے معاوضہ کا خیال اس دنیا میں ان کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوتا۔ مسلمانوں کی اوائل تاریخ ان کے ایثار و خیر اندیشی کا ایک مکمل مجموعہ ہے۔ اس زمانہ میں لوگ اپنے ہمجنسوں کی فلاح و بہبودی پرہیزگاری و پارسائی کی ترقی اور مذہب کی اشاعت کی خاطر اپنے مال و جان تک قربان کر دیتے تھے اور ایک دوسرے سے سبقت لیجانے کے لئے مساعی ہوتے تھے۔ انھوں نے بغیر

کسی ذاتی و دنیوی منفعت کو پیش نظر رکھے بدوں نبرد آزمائیاں کیں اپنی جانیں جوکھوں میں ڈالیں۔ اور محض دین اسلام کی خاطر شہادت کا جام چکھا۔ انہوں نے بہت حد تک بغیر کسی عوض کی امید کے نسل انسانی کی بھلائی کے لئے کام کئے۔ اور اس رُوح کو لئے ہوئے وہ دُنیا کے قریباً ہر ایک مُلک میں پہنچے۔ اور جب تک یہ رُوح ان کے رگ و ریشہ میں سرایت کرتی رہی ہر ایک جگہ بڑی تپاک سے ان کا استقبال کیا گیا +

مندرجہ بالا آیات کریمہ میں سے سب سے اخیری آیت میں مُسلم قوم کا ایک خاص وصف مضمر ہے۔ اوائل زمانہ کے مسلمان بہت صادق مسلم تھے۔ اور قرآن کریم کے ہر ایک ارشاد کی فرمانبرداری کرتے تھے۔ انہوں نے

ولربك فاصبر

ترجمہ (اپنے پروردگار کے لئے صبر کرو)

پر پُوری پُوری انقیاد کی +

ہر انسان کی طرح ہر قوم کے حالات میں بھی نشیب و فراز ہوتے ہیں۔ خوشحالی وادبار کے ایام بھی اس پر آتے ہیں۔ وہ قوم جو ترقی کی آرزومند ہو۔ اسے ہر وقت سعی بلیغ کرنی چاہیے . . . . . . اس قوم کی زندگی بہت ہی قلیل ہوتی ہے۔ جو کامیابی کی خواہاں تو ہو لیکن کاروبار میں مستعدی و کوشش سے کام نہ کرے۔

ہر ایک ذی رُوح ہستی میں جزر و مد ہوتا ہے۔ انسان کو ان ہر دو کے لئے تیار رہنا چاہئے۔ آنحضرت صلعم کو ان دونوں کا سامنا کرنے کی تعلیم دیگئی تھی۔ آپ کو عسر میں اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں دُعا کرنے اور اس پر شاکر رہنے اور یُسر میں صبر کرنے کی تلقین کی گئی تھی۔ آپ کا اللہ تعالیٰ پر کامل اور غیر متزلزل توکل تھا۔ ایکدفعہ آپ خواب راحت میں تھے۔ کہ ایک شقی القلب دشمن جان نے شمشیر برہنہ ہاتھ میں لئے آپ کو آلیا۔ اور آپ سے پوچھا۔ کہ اس نازک حالت میں تیرا کون یار و مددگار ہے لیکن آپ نے وہی بے باکانہ اور مُتوکلانہ جواب فرمایا۔ کہ میرا یار و مددگار میرا مولیٰ کریم ہے جس نے میری پرورش فرمائی۔ جب آپ اپنے ایک ہی یار غار کے ساتھ تنہا غار میں پنہاں بیٹھے تھے۔ کہ اعداء کی تعاقب کرنیوالی فوج کے پاؤں کی آہٹ آپ کو سنائی دی۔ اس پر آپ کے

رفیق غار نے اضطراراً کہا کہ ہم تو صرف دو ہی ہیں - اور انکی جمعیت بہت ہے لیکن آنحضرت صلعم نے جواب میں فرمایا

اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا

(نہیں ہم دو نہیں بلکہ خداوند تعالےٰ ہمارے ساتھ ہے)

سخت سے سخت آلام مصائب میں بھی آپؐ اور آپؐ کے پیرو ایک لمحہ کیلئے بھی لپست ہمت نہیں ہوئے - اور نہ ہی توکل کو چھوڑا - آفات و آلام میں آپؐ ہمیشہ صابر رہے - اور اس صفات جمیلہ نے بہت سے یوروپین لوگوں کو حیران و پریشان کر رکھا ہے +

"تاریک سے تاریک مناظر بھی مسلم ہستی کو پست ہمت نہیں کرتے بعض یوروپین کا خیال ہے کہ مسلمان معتقد تقدیر ہیں - اور وہ لوگ انکی کاہلی اور سستی کو تقدیر کیطرف منسوب کرتے ہیں لیکن اسکی اصل وجہ یہ ہے کہ ان کا اللہ تعالیٰ کی ذات پر کامل توکل ہے! اور وہ پورے صابر ہیں - قرآن کریم کی آیت کریمہ

"لا تقنطو من رحمۃ اللہ"

انکی ڈھارس بندھاتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ وہ کبھی نا امید نہیں ہوتے - اسلئے خودکشی مسلمانوں میں بالکل مفقود ہے - مسلمان صبر و تحمل سے آفات کا سامنا کرتے ہیں - اگر کسی کام میں وہ ایک یا دو یا کئے ہزار دفعہ بھی ناکامی کا منہ دیکھیں پھر بھی کوئی وجہ نہیں کہ وہ پست ہمت ہوں - کیونکہ قادر مطلق خدا کی ذات پر اُن کا پورا ایمان ہے جو کہ انہیں ہر آن کامیابی و نصرت عطا فرما سکتا ہے - مسلمانوں کو اعلائے کلمۃ اللہ میں ہمہ تن مصروف رہنا چاہیئے - اور نتیجہ کو اللہ تعالےٰ کی ذات پر چھوڑنا چاہیئے - انسان ابھی تمام حالات اور عناصر پر حاوی نہیں ہوا - اسلئے اسے رب العٰلمین پر ہی حصر رکھنا چاہیئے - جو کہ اسکے کاروبار میں اسکی کامرانی کے لئے حالات پر حکمران ہے - انسان کو اسباب و سیلے سے کام لیکر پوری طرح کوشش کرنی چاہیئے - پھر آخری کامرانی و کامگاری کا حاصل ہونا مسبب الاسباب پر چھوڑنا چاہیئے - ناکامیوں سے پست ہمت نہ ہونا چاہیئے - اور نہ ہی کامرانی سے متکبر مغرور ہونا ہی لازم ہے - ایک انسان کو ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کی ذات پر توکل کرنا چاہیئے خصوصیت سے اس وقت جبکہ حالات نہایت ہی مخالف ہوں - اسے کبھی بھی مایوس اور پست حوصلہ نہ ہونا چاہیئے صبر

اشرف الحسنات میں سے ہے۔ اسلام نے اس نیکی کے درجہ کو اور بھی بڑھا دیا ہے۔ انسان کو صبر اپنی نامردی۔ کاہلی یا سستی کی وجہ سے نہ کرنا چاہیئے۔ اسے کام کرنا چاہیئے اور کوشش کرنی لازم ہے۔ ایک اور جگہ پر قرآن کریم میں آنحضرت صلعم کو بتلایا جاتا ہے۔ کہ

لَيْسَ لِلْإِنسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ

انسانی کوشش مسلسل ہونی چاہیئے۔ اگر کسی قسم کی تکلیف یا مصیبت بھی آپڑے تو بھی ناامید ہونا ایک جوانمرد آدمی کا کام نہیں۔ کوشش کو کسی بھی حالت میں نہ چھوڑنا چاہیئے اگر اسمیں ہم نے سستی کی تو اسکے یہ معنی ہونگے۔ کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کی ذات پر کوئی بھروسہ نہیں اور ہم رضا بر قضا پر راضی نہیں۔ اس عالم کے نظام کے لئے اللہ تعالیٰ نے کچھ غیر متغیر قوانین منضبط فرمائے ہوئے ہیں۔ ان قوانین میں سے بعض ہم نے پا لئے ہیں۔ ان کو قوانین قدرت" کے نام سے موسوم کیا ہے۔ ان قوانین میں سے ایک قانون یہ بھی ہے۔ کہ ہر ایک علت کا کوئی معلول ہوتا ہے یا یوں کہیئے کہ ہر ایک سبب کا کوئی مسبب ہوتا ہے۔ جو کچھ ہم بوتے ہیں۔ وہی کاٹتے ہیں۔ اگر ہم کچھ نہ بوئیں۔ تو ہمیں کچھ بھی کاٹنے کی امید نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح جب تک کہ ہم کسی مُدعا کے لئے کام نہ کریں۔ ہم کسی بھی منافع کی توقع نہیں رکھ سکتے۔ اگر ہم ناکامی کی وجہ سے کام کرنا چھوڑ دیں۔ تو اس صورت میں کامیابی و نصرت کی ہر ایک امید کو ہمیں چھوڑ دینا چاہیئے اگر ہم باوجود ناکامی کے بھی صبر و استقلال و تحمل سے اپنے تبلیغی کام میں کوشاں ہیں تو یقیناً یقیناً ہم آخر میں کامیابی کا مُنہ دیکھ کر ہی رہینگے۔ باوجود خسران و نقصان کے بھی اگر ہم متحملانہ کوشش کرتے رہیں۔ تو اس سے ہمارا اس عظیم الشان اللہ تعالیٰ کی ہستی پر قوی ایمان ثابت ہوگا۔ جو کسی شخص کی ایک رتی بھر محنت پر بھی معاوضہ دے چھوڑتا ہے۔ خدا کرے کہ مسلمین مندرجہ بالا آیات کو اپنے قلب پر کالنقش فے الحجر کی طرح جما لیں۔ اور کاش کہ ان زرین اصولوں پر عمل پیرا ہوں جو ان آیات میں مضمر ہیں +

خدا کرے کہ وہ خواب گران سے بیدار ہو کر اعلائے کلمۃ اللہ میں لگ جاویں۔ اور اپنے آپ کو روحانی اور جسمانی طور پر اور مطہر و مُصفّے رکھیں اور تمام آلائشوں اور نجاستوں کو چھوڑ دیں۔ اور دوسروں سے بغیر کسی خود غرضانہ جذبہ کے محبت شفقت بھلائی و احسان کریں۔ اور اس علیم بصیر خبیر

رحمٰن اور رحیم خدا پر قوی ایمان رکھیں +

یادرفتگان

از جناب شیخ مشیر حسین صاحب قدوائی بیرسٹرایٹ لاء

مندرجہ ذیل مضمون جناب شیخ صاحب موصوف نے ہمارے فاضل نومسلم بھائی یحییٰ النصر پارکنسن مرحوم ایف ۔ ایس ۔ جی کی یادگار میں تحریر فرمایا ہے ۔ ایڈیٹر

کسی فانی دوست کی وفات میں ماتم گساری افسوسناک امر ہی ۔ اور یہ امر اور بھی حسرتناک ہو جاتا ہی ۔ جبکہ وہ دوست مشہور اہل قلم ہو ۔ اور ایک قوم و جماعت کا ایک قیمتی ممبر ہو جناب یحییٰ النصر پارکنسن جن کی غیر فانی روح گذشتہ ۳ دسمبر ۱۹۱۶ء کو عالم البقا کو سدھاری نہایت اعلیٰ قابلیت کے شاعر اور مصنف تھے ۔ رسالہ اسلامک ریویو کے صفحات آپ کے زبردست اہل قلم ہونے کے شاہد ہیں ۔ ان سے معلوم ہوتا ہے ۔ کہ ایمان کے ظاہر کرنے میں آپ پرلے درجے کے دلیر و بیخوف تھے ۔ اور قوی ایمان کے ساتھ آپ نے اسلام قبول کیا ۔ اور قبولیت اسلام کی صداقت آپ کی نظم و نثر سے بھی ٹپکتی ہی ۔ قوم برطانیہ حب الوطنی کے لئے شہرۂ آفاق ہے ۔ اور اپنی قومیت پر بھی نازاں ہی لیکن اسلام مقامی حب الوطنی اور تنگ قومیت کی حدود سے تجاوز کر گیا ہوا ہے جس وقت سے کہ مسٹر پارکنسن مرحوم نے اسلام قبول فرمایا ۔ اسی وقت سے انکا حب الوطنی و قومیت کا مطمح نظر بھی ساتھ ہی وسیع ہو گیا ۔ شاید اس ملک کے میرے نومسلم برادران دینی یگان مجھے یہ کہنے کی اجازت بخشینگے ۔ کہ مذہب اسلام گو ایک نہایت ہی سادہ اور فطرتی مذہب ہے ۔ اور دائرہ اسلام میں داخل ہونا بھی نہایت ہی آسان ہے لیکن تاوقتیکہ کوئی شخص عملی رنگ میں اسلام پر نہ چلے ۔ اور نہ صرف اسلامی اصولوں کا بلکہ اسلام کے تمام شرائع کا دلدادہ نہ ہو ۔ اسلام کی حلقہ بگوشی اسے کچھ بھی فائدہ نہیں دلسکتی ہر ایک متنفس اپنی جانچ پڑتال کر سکتا ہے ۔ کہ آیا وہ ان معنوں میں حقیقی و اصلی مسلم ہی یا نہیں اگر وہ شخص اس بات کو کوشش کرے ۔ کہ اسلامی اصولوں نے اسکی دیرینہ عادات کو بھی بدل

کردیا ہے۔ تو اسے تسلی رکھنی چاہئیے۔ کہ اسکی تبدیلی مذہب کا اگر ہوئی غرض کرو۔ کہ ایک شراب کا عادی مسلم ہو جاتا ہے۔ اور اب اگر اسکی ضمیر شراب کے خلاف جنگ کرتی ہے۔ اور وہ اس ام الخبائث کو قطعاً چھوڑ دیتا ہے۔ کیونکہ اسلام تو اس کے قریب تک جانے سے ممانعت کرتا ہے۔ تب تو اس نومسلم کو اسلام سے بہرہ اندوز ہونے کا ادعا کرنا زیب دیتا ہے۔ لیکن ساتھ ہی اسکے اس نومسلم کو اور ممنوعات سے بھی احتراز کرنا لازم ہے۔ جسے اسلام ناجائز قرار دیتا ہے۔ مثلاً یہ کہ خنزیر نہ کھانا چاہئیے۔ اور ایسی طرز معاشرت و تمدن رکھنی چاہئیے۔ جسے اسلامی شریعت ناجائز قرار دے۔ اور نہ ہی ان دور دراز مسلمانوں کی ہی طرف سے اعتنائی کرنی لازم ہے۔ جو ہم سے دور اجنبی ممالک میں بود و باش رکھتے ہیں۔ اور نہ ہی اسے غریبوں اور اپنے والدین کے ساتھ احسان و مروت میں ہی کوتاہی کرنی چاہئیے اور اپنی نمازوں کی کی حفاظت کرنی بھی لازم ہے۔ اور علےٰ ہذالقیاس اور بہت سی امور ہیں۔ جن پر کہ ایک نومسلم کو کاربند ہونا ضروری ہے ÷

شومئے قسمت سے یہ بات سچ ہے کہ بہت سے مادرزاد مسلمان ان قوانین کی خلاف ورزی کرتے ہوئے نہیں جھجکتے۔ جو اسلام نے وضع کئے ہوئے ہیں اور اپنی تمدن و معاشرت میں اسلام کا کچھ بھی پاس نہیں کرتے لیکن یہ امر نومسلمین کے لئے کوئی عذر نہیں ہو سکتا جنہوں نے قومی ہمسایان کے ساتھ اسلام قبول کیا ہے۔ اور مذہب اسلام کے قوانین اور روح کی جانچ پڑتال کرلی ہوئی ہے۔ انہیں کبھی بھی ان بد بخت مسلمانوں کی جو کہ نام نہاد مسلمان ہیں پیروی نہیں کرنی چاہئیے۔ اسلام کے پاس کوئی جادو کی چھڑی نہیں۔ کہ جونہی کسی شخص نے اقرار کیا کہ میں اسلام پر ایمان لایا۔ تو اسی وقت وہ تمام پہلوؤں سے مکمل ہو گیا۔ اور اسکی نجات یقینی ہو گئی اسلام تو صرف انسانیت کی چند ایک قوانین کے ذریعہ اصلاح کرنے کا دعویٰ کرتا ہے ÷

اگر ہم اسلام قبول کرتے ہیں تو ہمیں ان قوانین پر کاربند ہونا چاہئیے۔ اور کم از کم ہمیں ان قوانین کی پیروی کے لئے سعی بلیغ کرنی چاہئیے۔ انسان ضعیف البنیان ہے۔ اگر بعض حالات میں ہم اپنی مساعی میں ناکامیاب ہوں تو بھی ہمیں اپنی کوشش کو ترک نہیں کرنا چاہئیے۔ یہانتک کہ ہماری مساعی جمیلہ ہماری کمزوریوں پر غالب آجائیں۔ جہانتک مجھے جناب مسٹر پارکنسن مرحوم و

مغفور کا علم ہے۔ اسلامی رُوح اُنکے رگ و ریشہ میں سرایت کرچکی تھی۔ اور انکے گوشۂ دل میں جاگزین ہوچکی تھی۔ یحییٰ النصر پارکنسن مورخہ ۷ فروری ۱۸۶۳ء کو سکاٹلینڈ کے ایک چھوٹے سے قصبہ کلونگ میں ایک آئرش خاندان میں پیدا ہوئے۔ جو خاندان کہ برطانیہ کی قدیم تاریخ میں ایک ممتاز خاندان تھا۔ اور ڈرہام خاندان کی ایک شاخ تھا۔ جبکہ آپ کی عمر سات سال کی ہوئی۔ تو والدہ ماجدہ کا سایہ عاطفت سر پر سے اُٹھ گیا۔ اور آپ کی کفالت نانا و نانی کے سپرد ہوئی۔ آپ کے نانا و نانی نے بڑی ہمت و محنت و محبت سے سب سے اعلےٰ تعلیم دلائی۔ جو سکاٹش بورڈ سکول میں میسّر آسکتی تھی لیکن سکول مذکورہ کی قلیل تعلیم نے یحییٰ کی لاانتہا علمی اشتہا کو سیر نہ کرسکی +

اوائل عمر میں انہوں نے خصوصیت سے رونٹک انشاپرداز کا مطالعہ کیا۔ سکاٹلینڈ کے جغرافیہ کے مطالعہ میں سب سے بڑھ کر آپ دلچسپی لیا کرتے تھے۔ ۱۸۷۸ء میں سکول چھوڑنے پر مجبور ہوئے تاکہ ملازمت کرکے اپنے نانا و نانی کی زمانہ کہولت میں خدمتگذاری کرسکیں۔ جو کہ تین سال بعد عالم بقا کو سدھارے۔ اور نوجوان یحییٰ سولہ سال کی اوائل عمر میں ہی اس رنج و تکلیف۔ آلام و مصائب مشکلات و جدوجہد کی دُنیا میں آپ اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کیلئے یکہ و تنہا باقی رہگئے۔ اس حالتِ ادباری سے آپ میں ایک حقیقی سیرت و خصلت پیدا ہوگئی۔ اور راسخ الاعتقادی کی ایسی دلیر۔ آزاد و بے باک رُوح آپ میں پھونکی گئی جو آپ کی تمام تصنیفات میں ٹپکتی ہے +

بہت ہی اوائل زمانہ میں آپ کو علم النجوم کا شوق ہوا۔ اور علم حساب جسے کہ آپ چھوڑ چکے تھے۔ دوبارہ مطالعہ کرنا شروع کیا۔ علم النجوم کے میدان میں آپ کی محنت شاقہ بہت جلد بار آور ہوئی۔ اور قدر و قیمت کی نگاہ سے دیکھی گئی۔ چنانچہ آپ برطانوی مجلس علم النجوم کے مغربی سکاٹلینڈ شاخ کے ایک ممبر منتخب ہوگئے۔ جوں جوں آپ عمر میں ترقی کرتے گئے۔ جدید علوم کی تحقیقات میں بھی اضافہ ہوتا گیا۔ آپنے علم حیات شروع کیا۔ اور بہت جلد اسمیں ماہر اُستاد ہوگئے۔ ایک مضمون نے دوسرے مضمون کی طرف رہنمونی کی۔ اور اس طرح تخیل کے میدان میں آپ جا نکلے۔ مختلف فلسفیانہ اور سائنس کے مضامین پر آپنے لکھے۔ ہاسم۔

ہیکل۔ ڈارون۔ کالدتھ۔ براؤن۔ گرانٹ الین سمتھ۔ برس اور دیگر بڑے مصنفین کی چار صد سے زائد تصنیفات فراہم کیں۔ سنہ ۱۹[illegible]ء کے قریب آپ نے علم النجوم اور دیگر انواع کے مضامین پر قلم اٹھائی۔ اور مضامین لکھ کر اخبارات کو مزین کرنا شروع کیا +

فلسفہ کی مختلف شاخوں کے مطالعے نے کہ جنہوں نے کہ آپ کی تمام تر توجہ اپنی طرف مبذول کی ہوئی تھی مذہب کے میدان میں بھی تحقیقات کرنے کی تحریص دلائی۔ آپ متحد پرسبیٹرین چرچ کے ساتھ شامل ہوئے لیکن بہت ہی جلد ان کے دعوی اور دستور العمل سے بددل ہو گئے۔ اور اسلام اور اسکی تاریخ کا مطالعہ شروع کیا۔ لیکن حضرت محمد صلعم کی سادہ اور شاندار تعلیمات نے اور اسلام کی پاکیزگی اور بلند فلسفہ نے آپ کے دل پر تصرف حاصل کر لیا۔ اور قوی ایمان کے ساتھ دلیرانہ آپ نے اسلام قبول کیا۔ اور اپنے قلم کی خدمات کو اسلام کی حق و صداقت کی اشاعت میں صرف کرنے کا تہیہ کر لیا۔ آپ اپنے تہیہ میں صادق ہو چکے تھے۔ اور مختلف اخبارات میں بیشمار قابلانہ مضامین لکھ کر آپ نے اسلام کی حمایت کی۔ سنہ ۱۹[illegible]ء میں شعر و سخن کی طرف مائل ہوئے۔ گو اس عمر پر پہنچکر آپ کا اس طرف توجہ کرنا بہت دیر سے تھا۔ لیکن پھر بھی بہت ہی جلدی آپنے اس فن میں بھی کمال کر دکھایا۔ اور آپ نے ثابت کیا کہ فن شاعری آپ میں خداداد ہے۔ نہ کہ کسب و محنت سے حاصل کیا ہوا ہے۔ آپکے اشعار کی زباندانی پر زور بیانی۔ پُر درد جذبات و خیالات۔ تمام کی تمام ہی اعلیٰ۔ بلند پاکیزہ خیالات سے معمور ہیں آپ کی نظم سے اعلےٰ وارفع فلسفہ ٹپکتا ہے اور نظم زبان حال سے اس شاعر کے خیالات کی پاکیزگی۔ نزاکت شستگی کا اظہار کرتی ہے جس کے قلب سے عالی الشان و جلیل القدر خیالات ظہور پذیر ہوئے +

آپ کی بیشمار نظموں میں سے چند ایک کا تذکرہ ذیل میں کیا جاتا ہے +

(۱) خواب زندگی (۲) فرزندان اسلام (۳) ترالوڈور کی خاتون (۴) مذہبی جنگ عشق کے ایام (۵) تخیل کا باغ گل +

عمر کے آخری ایام میں جو نظم آپنے اسلام کی رفع و شرف اولوالعزمی کے نام سے تصنیف فرمائی اور جسمیں سلطان صلاح الدین اور سلطان عبدالقادر کا زیادہ تر تذکرہ ہے۔ اس نظم سے آپ کی

بہت ہی تحسین و توصیف ہوئی۔ ان تصنیفات میں جو کہ ابھی طبع نہیں ہوئی آپنے ثابت کیا ہے اولوالعزمی و بہادری اسلامی عروج و روان تھی۔ یورپ نے زمانہ وسطیٰ میں اسلام کی ہی تقلید کی ہے صلاح الدین کی نظم کی .. ۲۵ سطور اور ایک اور دوسری نظم عثمان علی کی ... ۵ سطور ہیں امید ہے کہ ہزاروں لوں کو جو نثر کی نسبت نظم سے زیادہ موثر ہوتے ہیں۔ اور جنہیں نظم زیادہ اپیل کرتی ہے اسلام کے حسن و جمال سے آگاہ ہو کر اسکے دلدادہ ہو جاوینگے۔ مرحوم و مغفور کی ایک اور ضخیم تصنیف نبی ہاشم کی شمشیر ہے۔ جو کہ غیر معمولی قابلیت و فراست سے تصنیف کی گئی ہے اور امید ہے۔ کہ وہ بھی اسلام کی حمایت کے لئے بہت ہی سود مند ہوگی۔

تبلیغ اسلام

(منقول از رسالہ ظل السلطان بھوپال)

مندرجہ ذیل مضمون مسلم مشن ووکنگ پر جس قابلیت سے ہماری محترم و قابل معاصر ایڈیٹر ظل السلطان بھوپال نے روشنی ڈالی ہے اس پر ہم کو کسی اظہار رائے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ ہر شخص جو مضمون کو پڑھیگا وہ خود اندازہ کر لیگا۔ ناظرین کرام از راہ کرم توجہ سے اس مضمون کو پڑھیں + ایڈیٹر

ہندوستان میں بارہا بڑے زور شور کے ساتھ تبلیغ اسلام کی تحریکیں ہوئیں جا بجا شوریٰ اور انجمنیں قائم کی گئیں ان کو چندے ملے اور عطیات بھی لیکن نہ ایسے کہ وہ تبلیغی ضرورتوں کے لئے کافی ہوتے۔ حالانکہ یہ وہ فرض ہے کہ جو ہر کلمہ گو کے ذمہ عائد ہے تاہم ایک انجمن صوبہ بنگال میں جہاں مسلمانوں کی آبادی کا تناسب بھی معقول ہے اپنا کام کر رہی ہے۔ لیکن اس کو ضرورت کے مطابق مدد نہیں ملتی۔ پھر سب سے بڑی مشکل یہ ہے کہ نومسلموں کے لئے کوئی ذریعہ قوت لیمری اور معاش پیدا کرنے کا نہیں ہوتا۔

ہمارے بالمقابل دوسرے تبلیغی مشن ایسے لوگوں کے لئے یتیم خانے اور صنعت و حرفت کے کارخانے بناتے ہیں۔ اور دوسرے ذرائع مہیا کرتے ہیں مشنری مرد تو مرد عورتیں تک گھر بہ گھر جا کر بچوں کو انگریزی کی تعلیم دیتی ہیں۔ اور انکی یہ تکلیف محض تبلیغی اغراض کیلئے ہوتی ہے۔ اگرچہ وہ لفظا ہر سبب

کی تبلیغ نہیں کرتیں لیکن اُن کا اخلاقی اثر ایک بڑے مبلغ کا کام کرتا ہے لیکن مسلمان کیا مرد اور کیا عورت جن پر یہ مذہبی فرض عائد ہے اشاعت اسلام کے متعلق بالکل ہی بے پروا اور غافل ہیں +

اگر ہماری تبلیغی انجمن کا کام ایسے لوگوں کے ہاتھ میں ہو جو صرف تنخواہ دار واعظ ہی نہ ہوں بلکہ کوئی پیشہ بھی کرتے ہوں تو وہ معقول طور پر کامیاب ہو سکتے ہیں ۔ مثلاً ایک واعظ جو طبیب بھی ہو اپنے ساتھ دوا بھی رکھتا ہو وہ بمقابلہ ایک معمولی واعظ کے بہت کامیاب ہوگا +

اسی کے ساتھ ایسے انسٹی ٹیوشن ہوں ۔ جن میں نومسلموں کو ایسی تعلیم و تربیت دیجائے جس سے وہ اپنی روزی کمانے کے قابل بن جائیں ۔ تو بہت جلد اور بہت تھوڑے عرصہ میں وہ عظیم کامیابی ہو سکتی ہے ۔ کہ دنیا متحیر ہو کر رہ جائے ۔ صرف مناظر عام میلوں مجمعوں اور بازاروں میں وعظ کر دینے سے کامیابی نہیں ہو سکتی ۔

اگر آج ایک بہت ہی نیچ ذات کا آدمی عیسائی ہو جاتا ہے ۔ تو اس کی تعلیم و تربیت ایسے عمدہ طریقہ سے ہوتی ہے ۔ کہ ایک ہی نسل گذرنے کے بعد اس کا خاندان ہمارے بڑے بڑے شرفا کے مقابلہ میں جنٹلمین بن جاتا ہے ۔ برخلاف اس کے اگر کوئی شریف آدمی بھی مسلمان ہو جائے ۔ تو اس کی حالت میں اور انحطاط پیدا ہو جاتا ہے ۔ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس پر نہ صرف مردوں کو بلکہ خواتین اسلام کو غور اور سعی عمل کرنی چاہئے ۔

آغاز اسلام کے وقت ہی سے اسلام کی حمایت اور اشاعت میں عورتوں کی مالی امداد نے بڑا کام کیا ہے ۔ کون نہیں جانتا ۔ کہ حضرت خدیجۃ الکبرےٰ کی دولت کثیر اسلام کی اشاعت و حمایت کے لئے ایسے زمانہ میں وقف ہوئی جو کہ آغاز اسلام کا وقت تھا ۔ اور مسلمان مالی امداد کے سخت محتاج تھے ۔ مگر افسوس ہے ۔ کہ اس زمانہ میں اُم المومنین کی بیٹیاں اس سُنت قدیم کا ذرا بھی لحاظ نہیں کرتیں ۔ حالانکہ وہ اپنی جائداد کی مالک ہیں ۔ اُن کے گران قدر مہر اُن کی ملک ہیں ۔ وہ گھروں میں حکومت کرتی ہیں ۔ وہ اپنے خاوندوں کی آمدنی کو اپنی رائے اور اپنے صوابدید سے خرچ کرتی ہیں ۔

تبلیغی کام کرنے والوں میں اور تبلیغی سوسائٹیوں میں خواجہ **کمال الدین** اور اُن کا

وُہ مشن جو انگلستان میں کام کر رہا ہے۔ درحقیقت اس تمام تاریکی میں ایک روشنی ہے اگر آج سرگرمی جوش اور ایثار کی کوئی سچی مثال ہے۔ تو صرف خواجہ کمال الدین کی ذات ہے۔

ہم نے شروع سے خواجہ صاحب کے کام کو عمیق نظر کے ساتھ دیکھا ہے۔ اُن سے ہفتوں اُن کے کام اور خیالات اور عقائد کے متعلق گفتگو رہی ہے۔ ہم نے اُن پر بدظنی بھی کی ہے۔ اور اُن کے خلاف بھی سُنا ہے۔ اور پھر تحقیقاتیں بھی کی ہیں مگر ہمیشہ اُس شخص کی عزت اور اُس کے کام کی عظمت پہلی مرتبہ سے زیادہ دوسری مرتبہ قائم ہوتی ہے۔

یہ بھی اُس شخص کے کمال خلوص کی دلیل ہے۔ کہ مختلف العقائد اشخاص کی توجہ کا وُہ شخص مرکز بن گیا ہے۔ اور جن اشخاص کے نزدیک تبلیغ کی کچھ بھی اہمیت ہے۔ وُہ اس مشن کو مدد دینے سے خوش ہوتے ہیں۔ اور اس امر کا مطلق خیال نہیں کرتے کہ خواجہ صاحب کا تعلق کس جماعت کس طبقہ اور کس سوسائٹی سے ہے۔

خواجہ صاحب کے کام کا کچھ اندازہ ووکنگ مُسلم مشن کی اس رپورٹ سے ہو سکتا ہے جو حال میں اسلامک ریویو کے دفتر سے شائع کی گئی ہے لیکن زیادہ اندازہ ان احباب سے ہوتا ہے جنھوں نے ان کے کام کو دیکھا۔ یا اُن کے ساتھ کام کیا ہے۔

یہ بھی ایک عجیب اتفاق ہے۔ کہ امراء اغنیاء قوم میں سے اس مشن کی امداد کیلئے سب سے پہلے جس ذات جامع الصفات کا یدِ کرم اور دستِ امداد بڑھا وُہ ایک ملکوتی الصفات ذات نسوانی ہی ہے یعنی وُہ ہماری حضور سرکار عالیہ متع اللہ المسلمین بطول حیاتہا ہیں اس مشن کا مرکز ووکنگ کی ایک مسجد ہے۔ یہ مسجد بھی حضور ممدوحہ کی ہی والدہ ماجدہ رخلد مکان، نواب شاہ جہان بیگم کے مذہبی جوش کی ایک یادگار ہے۔

اس رپورٹ میں خواجہ صاحب حسابات درج کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ۔

"یہ ہماری مالی سال ۱۹۱۷ء کے اخیر کی ہے ۱۹۱۸ء میرے سامنے ہے۔ میں سمجھتا ہوں۔ شاید خرچ کسی صورت میں آمد سے زیادہ نہ ہوگا میں اس دو سال میں یعنی جب سے میں دوبارہ

ادھر آیا۔ زیادہ تر اسی طرف متوجہ رہا۔ کہ اس مشن کو مالی حالت کے لحاظ سے کسی مستحکم بنیاد پر لے آؤں۔ چنانچہ رسالہ کے نکالنے یا مختلف مقالات پر لیکچر اور سرمن دینے کے علاوہ میرا زیادہ وقت اسی معاملہ میں گذرا۔ اور خدا کا احسان ہے۔ کہ میں اپنی کوشش میں ایک حد تک کامیاب ہو گیا۔ اور اگر مجھے مشن کا کام بڑھانا مدنظر نہ ہو۔ اور اس کے موجودہ کام کو میں کافی سمجھ لوں تو پھر اگر حالات موافق ہیں۔ تو یہ مشن اب دوسروں کی امداد سے کلیتہً فارغ البال ہو گیا ہے۔ لیکن یہ موجودہ کام کسی طرح کافی نہیں۔ مثلاً مسجد ووکنگ۔ اس کی صفائی اس کی روشنی۔ اس کا باغ۔ وہاں ایک آدمی کا بحیثیت خادم و مؤذن مستقل طور پر ہونا۔ یہ ایک مستقل خرچ چاہتا تھا۔ اور سچ پوچھو۔ تو مسجد کے سوا مسلم مشن ہی ایک بے معنی چیز ہے ایسا ہی اس کی وقتاً فوقتاً مرمت۔ اس کی رونق کے دیگر اسباب کا مہیا کرنا یہ باتیں یہاں کے حالات کو سامنے رکھ کر مشن کی عزت کے لئے بھی ضروری ہیں۔ عدم ذرائع کے باعث صرف حسب ضرورت ہی ہم بعض چیزیں آج تک مہیا کرتے رہے لیکن آج مجھے سرکار بھوپال نے جس کا یہ اسلامی مشن کئی طرح پر اور میں خود ذاتی طور پر بھی مرہون احسان ہوں اس خرچ سے فارغ البال کر دیا۔ سرکار عالیہ نے ان واقعات کے لکھے جانے پر مبلغ پندرہ صد روپیہ کی سالانہ رقم مسجد کے اخراجات کے لئے مستقل طور پر مقرر فرما دی۔ یہ رقم ٹرسٹیان[1] مسجد کی نگرانی میں رہے گی جس سے ذیلی خرچ ہو گی۔ مسجد سے اگر کچھ بچ رہا۔ تو میموریل ہاؤس پر خرچ ہوگا۔ جہاں اس مشن کا دفتر اور کارکنان مشن کی رہائش ہے۔ برادران اسلام اللہ تعالےٰ کا شکریہ ادا کریں۔ کہ اس ملک میں جہاں ایک آدمی کا کمرۂ خواب ایک سال کے واسطے بہت سے پونڈوں کا خرچ چاہتا ہے۔ اور جہاں چپہ بھر زمین سونا بچھا کر ملتی ہے۔ وہاں خدا تعالےٰ نے ہمیں ایک مسجد۔ ایک مکان اور اس کے ملحقہ تین ایکڑ زمین عطا کر دی ہے۔ جو ایک دن ایک عمدہ باغ اور ایک مسلم محلہ اپنے اندر بنا سکتی ہے۔ اور اس کے اخراجات کا انتظام بھی ہو گیا۔ امید ہے کہ یہ امر مسلم احباب کی دلچسپی کا موجب ہوگا۔ کہ یہ مسجد بھی سرکار عالیہ

---

[1] موجودہ ٹرسٹیان حسب ذیل ہیں:-
رائٹ آنریبل سید امیر علی صاحب۔ سر عباس علی بیگ صاحب۔ آنریبل صاحبزادہ آفتاب احمد خاں صاحب۔

بھوپال کے روپیہ سے ۱۸۸۹ء یا ۱۸۹۰ء میں تعمیر ہوئی تھی۔ وُہ اپنی اس رپورٹ میں یہ بھی لکھتے ہیں۔ کہ:۔

"اس وقت اگر اس مُلک کی حالت مذہبی نقطۂ خیال سے دیکھی جائے۔ تو جس قدر اشاعت اسلام کا موقعہ بلاد غربیہ میں ہے۔ وُہ شاید ہی گذشتہ چند صدیوں میں کسی مُلک میں پیدا ہُوا ہو۔ لاکھ دو لاکھ آدمی جہاں ایک طرف عیسائیت سے بیزار ہو چکے ہیں وہاں دُوسری طرف حقیقی مذہب کی تلاش میں پھر رہے ہیں۔ ان کے دِل بہت حد تک تعصب سے خالی ہیں۔ اس جنگ نے رہا سہا عیسائیت کا خاتمہ کر دیا ہے جسقدر مذہبی تحریکیں اس مُلک میں نئی پیدا ہوئی ہیں۔ وُہ دراصل اسلام کی ہمہ گیر تعلیم کا ایک نہ ایک پہلو ہیں پولٹیکل۔ مورل۔ سوشل معاملات میں جن حقائق کیطرف مغربی دُنیا جا رہی ہے۔ ان سب کا رُخ اسلام کی طرف ہے"

پھر وُہ دوسرے کاموں کے تذکرہ کے بعد لکھتے ہیں:۔

اب ان تمام کاموں کے علاوہ ایک نیا کام اور پیدا ہو گیا ہے۔ جو بذات خود ایک عملہ چاہتا ہے۔ ووکنگ مشن اور اسلامک ریویو کی اشاعت نے انگریزی آبادیوں کے مُسلمانوں کو اسلام کی طرف متوجہ کر لیا ہے۔ جزائر غرب الہند اور برٹش گائنا۔ ٹرینیڈاڈ مغربی جنوبی۔ مشرقی۔ افریقہ کی بستیاں۔ مارشیس۔ سنگاپور۔ فلپائن۔ پی نانگ پورٹ نیو۔ مالا بار سب جگہ مادر زاد مُسلمان آباد ہیں۔ جو اسلام سے قطعاً ناواقف ہیں ان کے متواتر خطوط آتے ہیں۔ کہ وُہ اسلامی شعار سیکھنا چاہتے ہیں۔ انگریزی کسی قدر جانتے ہیں اسلامی لٹریچر مانگتے ہیں۔ مسائل پوچھتے ہیں۔ استفسار کرتے ہیں۔ اب مُسلم احباب خود ہی غور کریں۔ کہ ان مطالبات کو کون پُورا کرے۔ مغربی افریقہ میں جنگل کی آگ کی طرح اسلام پھیل رہا ہے۔ اور پھیل سکتا ہے۔ چنانچہ وہاں کے عیسائیوں کے متواتر خطوط آتے ہیں۔ جو اسلام چاہتے ہیں۔ تین چار سال ہوئے جب وہاں کے لوگوں نے مجھے لکھا کہ کوئی مشنری وہاں بھیجا جائے۔ نئے لوگوں کو اسلام میں داخل کرنا چھوڑ دو۔ کیا ان مادر زاد مُسلمانوں کو اسلام سکھانا ہمارا فرض نہیں۔ اس فرض کا پہلا بوجھ مسلمانانِ ہند

کی گردن پر نہیں۔ حیرت آتی ہے۔ کہ ہمارے بھائی کس شغل میں پڑے ہوئے ہیں دُنیا کدھر جا رہی ہے۔ اور یہ اب تک سو رہے ہیں۔ دُنیا اس قدر پیاسی ہے اور طلب اسلام کر رہی ہے۔ اور ہم ہیں کہ ہمیں اس وقت تک فرقہ بندی کے جھگڑے نہیں چھوڑتے سخت اس وقت انگریزی زبان میں ہر قسم کے لٹریچر پیدا کرنے کی ہے۔ کتاب راہ نجات کی سی کتابیں مختلف مضامین پر کثرت سے لکھی جائیں اور ہزاروں کی تعداد میں چھاپی جائیں۔ وُہ تھوڑی مُدت میں ختم ہو جائیں گی۔ مثلاً دو کتابیں مَیں نے پانچ پانچ ہزار کی تعداد میں ۱۹۱۴ء میں چھاپی تھیں۔ مجموعہ حدیث۔ اسلام اور اسلامی نماز۔ پہلی کتاب کا خرچ بیگم صاحبہ نواب حاکم الدولہ بہادر حیدر آباد نے دیا تھا۔ اور دُوسری کتاب کے خرچ کے متحمل میرے محترم بابو محمد صاحب سکنہ لودھیانہ تھے۔ آج یہ کتابیں چند صد رہ گئی ہیں۔ پچاس سے لیکر دو دو سو تک۔ الغرض لوگوں نے منگوائیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ کس قدر پیاس اسلامی لٹریچر کی ہے۔ مجھے اگر فراغت ہو۔ تو یہ کام آسانی سے ہو سکتا ہے۔"

یہ رپورٹ عـــ اُن تمام مُسلمانوں کے خواہ وہ مرد ہوں یا عورتیں مطالعہ کے قابل ہے جن کو تبلیغی تحریک سے دلچسپی ہے۔ اور جن کے نزدیک وُہ ایک مذہبی ضروری فرض ہے۔ خواجہ صاحب نے جن چھوٹی چھوٹی کتابوں کے متعلق درخواست کی ہے اُن کے مصارف ہماری قوم کی بہت سی بیگمات اور متمول خواتین صرف ایک جوڑے اور ایک عدد زیور کی قیمت سے پُورا کر سکتی ہیں۔

ہمیں اُمید ہے کہ ہمارے رسالہ کے ناظرین خصوصاً خواتین کرام تبلیغ اسلام کے کام میں پوری مدد دینگی۔ اور ایک مرتبہ مُسلم مشن کی رپورٹ کو غور کے ساتھ پڑھیں گی۔

بعض دلوں میں یہ شبہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ خواجہ صاحب جماعت قادیان سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور ممکن ہے کہ وُہ قادیانی عقائد کی تبلیغ کرتے ہوں لیکن اس شبہ کے رفع کرنے کے لئے صرف اسی قدر لکھ دینا کافی ہے۔ کہ اس مشن کی امداد جہاں اُن کے ہم جماعت اصحاب کرتے ہیں۔ وہاں خواتین ہند کی سرتاج علیا حضرت سرکار عالیہ والیہ بھوپال۔ اعلیحضرت

عـــ قیمت رپورٹ ۴ر از دفتر اشاعت اسلام لاہور۔

محی الملتہ والدین حضور نظام خلد اللہ ملکہم ۔ پرنس حمید اللہ خان بہادر آنریبل صاحبزادہ آفتاب احمد خانصاحب ۔ رائٹ آنریبل سید امیر علی ۔ آنریبل میر عباس علی بیگ ۔ شیخ مشیر حسین صاحب تعلقہ دار گڈیہ جناب طیبہ بیگم صاحبہ (بیگم صاحبہ خدیو جنگ بہادر و بنت نواب عماد الملک بہادر) بھی انکے مددگاروں میں ہیں شمس العلماء مولانا شبلی نعمانی رحمتہ اللہ علیہ تو اس مشن کے نہایت ہی معترف ہمدرد اور بہی خواہ تھے ۔ معاونین کرام کے یہ نام ہی ازالہ شبہات کے لئے کافی ہیں ۔

خواجہ صاحب نے وقتاً فوقتاً جو لیکچر دیئے ہیں ۔ ان میں سے بعض بعض لیکچروں کے ترجمے مجموعہ کی صورت میں شائع کرا دیئے ہیں ۔ جو نہایت عمدہ پاکٹ سائز پر چھپے ہوئے ہیں ۔ اور اشاعت اسلام بک ڈپو عزیز منزل لاہور سے بہت تھوڑی تھوڑی قیمت پر ملتے ہیں ۔

ان لیکچروں میں ایک لیکچر حقوق نسوان پر ہے جس میں یہ دکھایا گیا ہے کہ عورت نے یہودیت سے چل کر اسلام تک کیا کیا انقلاب دیکھے ۔ یہ وہ معرکتہ الآرا لیکچر ہے جو لندن کے ایک مشہور کلب میں اعلیٰ طبقہ کی خواتین کی فرمائش پر ۱۹۱۳ء میں دیا گیا تھا ۔ اور جس سے مغربی خواتین کو اسلام کی طرف خاص توجہ ہوئی ۔ خواجہ صاحب کے اس بہترین کام کا اندازہ کرنے کے لئے ہم اس لیکچر کو آئندہ دو قسطوں میں ملخصاً شائع کریں گے ✦

اڈیٹر

ظل السلطان

اگر آپ بہترین خیالات و مضامین کا آئینہ دیکھنا چاہیں تو ظل السلطان کو ملاحظہ فرمایئے ۔ جو ماہانہ بھوپال سے شائع ہوتا ہے سالانہ قیمت تین روپے ہے ۔ جس میں زنانہ دلچسپیوں اور اصلاح و تمدن معاشرت اور تعلیم نسوان کے متعلق اعلیٰ مضامین شائع ہوتے ہیں ۔ اور تین سال کے عرصہ میں جسقدر زنانہ تعلیم کا مواد اس رسالہ نے فراہم کیا ہے اردو میں اسکی نظیر نہیں ۔ نمونہ کا پرچہ ۱ہ کے ٹکٹ آنے پر روانہ کیا جاتا ہے ۔ مضمون نگاروں کو معاوضہ اور انعام بھی دیا جاتا ہے ۔ اسکے ذخیرہ میں اعلیٰ مرتبت خواتین کی نہایت قابل قدر تصانیف موجود ہیں خصوصاً علیا حضرت فرمانروائے بھوپال و بیگم جنجیرہ کی تصانیف بھی ملتی ہے فہرست آدھ آنہ کے ٹکٹ پر بھیجی جاتی ہے ✦

المشتہر : ۔ محمد مہدی مینجر ظل السلطان بھوپال

دُنیا کے مشہور شہداءِ ثلاثہ

بسلسل صفحہ ۱۷۶ جلد ۵ نمبر ۴

میلٹس نے سقراط کو قتل کرنے کی تجویز پیش کی تھی۔ لیکن اس وقت کے قانون کے مطابق ملزم کو اجازت دی جاتی تھی۔ کہ وہ کوئی مختلف سزا اپنے لئے تجویز کرے۔ اور یہ ممکن تھا کہ اگر سقراط ممبروں سے صلح کرنے کی غرض سے کوئی ہلکی لیکن جسمانی سزا تجویز کرتا تو اس پر تمام متفق ہو جاتے۔ مگر سقراط نے ایک اور زبردست تقریر کی۔ اس نے فتوے قتل پر اپنی خوشی ظاہر کی اور میلٹس کو اس پر ملامت کی۔ اور اسے کہا کہ سینٹ کو تمہاری ان خدمات کے عوض میں جو تم نے کی ہیں تمہیں بجائے قتل کرنے کے اپنے پاس رکھنے کی ضرورت ہے۔ اور تمہارا حق بھی ہے

سقراط نے اس قسم کی التجا کرنے سے انکار کیا کہ موت کے بدلے جو کہ ممکن ہے کہ آرام دہ ثابت ہو اُسے قید یا جلاوطنی کا حکم دیا جائے جسے وہ یقیناً زبون سمجھتا ہے۔ وہ جرمانہ ادا کرنے پر بھی تیار نہ تھا لیکن وہ ایک منا (ایک سکہ ہے) سے زیادہ بوجہ اپنی ناداری کے دے نہیں سکتا تھا۔ جب افلاطون اور کریٹو جیسے اسکے شاگردوں اور دوستوں نے اُسے زیادہ جرمانہ دینے کے لئے التجا کی تو اُس نے نہیں مانا۔ دنیا پسند کیا۔ اور کہا کہ اس کیلئے میرے دوست ضامن ہیں۔ سقراط نے ان لوگوں کی طرف مخاطب ہو کر جنہوں نے فتوے قتل کے لئے رائے دی تھی کہا کہ:۔

میرے برخلاف حکم کا باعث یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ میں استدلال کافی طور پر نہیں کر سکا بلکہ اسکی وجہ یہ ہے کہ مجھ میں ایسی دلیری یا بے غیرتی یا خواہش نہیں کہ میں روتا پیٹتا اور چلاتا ہوا تم سے ایسی التجائیں کروں جن کے سننے کے تم عادی ہو۔ اور میں زور سے کہتا ہوں۔ کہ یہ بات میری شان کے شایاں نہیں۔ میں اپنی طرز پر کلام کر کے موت کو تمہارے طریق پر گفتگو کرنے اور زندگی بسر کرنے پر ترجیح دیتا ہوں۔ پھر سقراط نے کہا کہ میرے دوستو موت سے بچنا اتنا مشکل نہیں جسقدر بدکاری اور نا فرمانی سے بچنا مشکل ہے کیونکہ آخر الذکر کی رفتار اول الذکر سے زیادہ تیز ہے۔ میں اب ان لوگوں کے لئے جنہوں نے مجھے موت کا حکم دیا ہے پیشگوئی کرتا

ہوں - کیونکہ میں اب مرنے ہی والا ہوں - اور یہ وہ وقت ہے جبکہ انسانوں کو پیشگوئی کی طاقت عطا کیجاتی ہے - پس اے میرے قاتلو میں پیشگوئی کرتا ہوں کہ میری موت کے بعد ہی تمہیں ایسی سزا ملیگی جو اس سزا سے بہت ہی سنگین ہوگی - جو تم نے مجھے دی ہے - مجھے تم نے اسلئے سزا دی ہے کہ تم چاہتے ہو کہ الزام دہندہ سے تمہیں چھٹکارا حاصل ہو - تاکہ اپنی کرتوت کو تم چھپائے رکھو - لیکن تمہاری خواہش پوری نہ ہوگی - بلکہ بالکل اس کے برعکس ظہور ہوگا - میں تمہیں بتلاتا ہوں کہ بہت سے مدعی اور الزام دہندگان پیدا ہونگے - جنہیں آج تک میں نے روک رکھا ہے - اگر تمہارا خیال ہے کہ مجھے قتل کر کے تم کسی کو اسبات سے روک سکتے ہو کہ وہ تمہاری گندی زندگی پر تم کو لعنت ملامت کرے - تو تم غلطی پر ہو - یہ طریق نہ تو معقول ہے اور نہ ممکنات میں سے ہے - آسان ترین اور شریف ترین طریقہ دوسروں کو ناقابل بنانا نہیں بلکہ اپنی اصلاح کرنا ہے۔

سقراط نے انہیں بھی مخاطب کیا جنہوں نے اسکی بریت کے لئے رائے دی تھی - اور کہا کہ اسبات سے انہیں خوشی ہوگی - کہ خدا کی آواز نے جو میرے اندر ہے - اور جس پر میرا ایمان ہے مجھے گھر سے آتے وقت یا عدالت میں داخل ہوتے وقت یا تقریر کرتے وقت نہیں روکا - اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ موت بُری چیز نہیں - پھر اس نے موت کے بُرا نہ ہونے کے متعلق بحث کی - اور کہا موت یا تو بالکل معدوم کر دیتی ہے اور یا وہ ایک عالم بیخودی یعنے آرام دہ نیند ہے - اور یا اس سے رُوح منتقل ہو کر ایک بہتر دُنیا میں چلی جاتی ہے - جہاں ہمیشہ کی زندگی ملتی ہے - اور وہاں پر کوئی جج نہیں ہوتے - اگر پہلی بات ہے تو اسکی خواہش ضرور ہونی چاہئے - اس قسم کی نیند جسمیں رویا اور خواہیں بھی بے آرام نہ کریں بادشاہ بھی چاہتے ہیں - اور اگر دوسری بات ہے تو یہ اس سے زیادہ خوشتر ہے - کیونکہ ہمیشہ کی زندگی کے ساتھ اولوالعزم اور نیک لوگوں کی صحبت بھی میسر آئیگی - سقراط کا اعتقاد تھا کہ وہ لعیمگ مینوس - رڈامنتھس - ایکین - ٹریپٹولیمس اور دیگر انبیاء اللہ سے ملیگا جو اپنی حیات میں بہت راستباز تھے - چنانچہ وہ ججوں کو مخاطب کر کے یوں گویا ہوا کہ موت کوئی ڈرانے والی چیز نہیں - یقیناً جانو کہ نیک شخص کو اس زندگی میں اور بعد موت بھی کوئی نقصان نہیں پہنچتا - اس نے اپنے فتویٰ دہندگان اور الزام دہندگان کو معاف کیا کیونکہ تم نے مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچایا - گو تمہارا منشا مجھے فائدہ پہنچانے کا نہ تھا - اخیر میں اس نے اپنی

قوم سے درخواست کی کہ وہ اپنے بچوں کو سزا دیں۔ اور اگر وہ دولت یا کسی اور بات کا نیک خصلت کے مقابلہ میں زیادہ خیال رکھیں۔ سقراط نے اپنی تقریر ان پُر معنی الفاظ پر ختم کی۔ کہ اب میری رُخصت کا وقت آ پہنچا ہے اور ہم اپنی اپنی راہ لیتے ہیں۔ میں تو موت کی طرف اور تم زندگی کیطرف۔ ان دونوں میں سے کونسی اچھی راہ ہے۔ اس کا علم خدا ہی کو ہے +

دستور کے مطابق جس شخص پر فتویٰ موت صادر ہوتا تھا اُسے تحقیقات کے دوسرے دن زہر کا پیالہ پلایا جاتا تھا۔ اگر سقراط اپنی تقریر کے دوسرے دن مرتا تب بھی اسکی شہادت ایک عظیم الشان واقعہ ہوتی لیکن اس کی قسمت میں لکھا تھا۔ کہ عدالت میں اسکی دوبارہ پیشی ہو ایسے اس امر کا بھی ثبوت طلب کیا گیا۔ کہ وہ بڑا فلاسفر اور اخلاقی نکتہ خیال سے بہت نیک اور دلیر ہی نہیں بلکہ وہ ایک اچھا شہری بھی ہے۔ اور یہ کہ اس کا راستی سے محبت کرنا اسکے مُلکی فرائض کے منافی نہیں۔ اب اتفاقاً سقراط کی موت میں تیس یوم کا غیر معمولی التوا کیا گیا۔ کیونکہ اندرونے قواعد اس متبرک جہاز کی عدم موجودگی میں جو ہر سال ڈیلوس کی طرف روانہ کیا جاتا تھا۔ کوئی شخص قتل نہیں کیا جا سکتا تھا۔ ایک دن علی الصباح جبکہ سونیم سے اس جہاز کو واپس آتے ہوئے دیکھنے کی رپورٹ پہنچی۔ تو سقراط کا قدیمی دوست کریٹو جیلخانہ میں اس کے پاس آیا۔ سقراط اس وقت گہری نیند سو رہا تھا لیکن جب کریٹو اندر آیا۔ تو وہ بیدار ہو گیا۔ کریٹو نے کہا۔ کہ اس جہاز کی آمد کی وجہ سے میں آج بہت سویرے آیا ہوں۔ اس کے بعد ان میں ذیل کی گفتگو ہوئی۔ جو افلاطون نے اپنی کتاب موسومہ بہ کریٹو میں درج کی ہے +

سقراط ۔ لیکن میرے خیال میں جہاز کل تک بھی یہاں نہیں پہنچیگا۔ میں اپنی رویا کی بنا پر کہتا ہوں

کریٹو ۔ اس رویا کی کیفیت کیا ہے +

سقراط ۔ میرے پاس ایک عورت عالم رویا میں آئی۔ وہ خوش شکل و خوش وضع تھی۔ اور سفید لباس اس کے زیب تن تھا۔ اس نے مجھے کہا۔ کہ سقراط آج سے تیسرے دن تمہیں تھسیا جانا ہوگا۔

اس پر کریٹو نے سقراط کے سامنے ایک تجویز اسکی مخلصی کے لئے پیش کی۔ اور کہا کہ تمہاری موت سے میں اپنا ایک قیمتی دوست ہاتھ سے دیتا ہوں۔ اور میری اپنی شہرت کو بھی نقصان

پہنچتا ہی۔ کیونکہ لوگ بالعموم کہینگے۔ کہ اگر کریٹو کو سقراط سے دولت زیادہ عزیز نہ ہوتی تو وہ اُسے بچا سکتا تھا۔ اس پر سقراط نے جواب دیا۔ کہ پیارے کریٹو ہمیں عام لوگوں کی رائے کی کچھ پرواہ نہ کرنی چاہئے۔ نیک لوگوں کی رائے قابل وقعت ہوتی ہی لیکن وہ خود اُن واقعات کا جو پیش آتے ہیں صحیح اندازہ لگالیں گے ۔

تب سقراط نے بھاگ جانے کی تجویز کے خلاف اپنی پرانی طرز پر یوں تقریر کی کہ بہت سے لوگ کریٹو کی تجویز کو درست خیال کرینگے۔ اور ہر ایک اس کوشش کی جو وہ اپنے دوست کے بچاؤ کے لئے کر رہا ہی قبول کرینگے لیکن صائب رائے والے جو البتہ تعداد میں بہت قلیل ہیں بدی کا بدلہ بدی سے دینے کو پسند نہ کرینگے۔ یہ لوگوں کا قصور ہی کہ مجھے ایتھنز کے قوانین سے تکلیف پہنچ رہی ہی لیکن اس بات سے مجھے حق حاصل نہیں کہ قانون شکنی کروں۔ اس صورت میں قوانین ایتھنز مجھے اِس طرح ملامت کر سکتے ہیں کہ:۔

تم ہماری زیر نگرانی پیدا ہوئے۔ اور پرورش پائی تم نے خود اپنی مرضی سے ہماری اطاعت اختیار کی درحالیکہ تمہیں اختیار دیا گیا تھا کہ تم جہاں چاہو چلے جاؤ لیکن تم نے ایتھنز کے قوانین کو دوسرے قوانین پر یہاں تک ترجیح دی کہ گذشتہ عدالت کی پیشی کے وقت تم نے فتویٔ موت کو بمقابلہ جلاوطنی کے پسند کیا۔ اگر تم اب بھاگ جاؤ تم معاہدہ شکن ہوگے۔ اور اپنے دوستوں کو تباہ کرنے کے علاوہ کسی مہذب شہر میں تمہارا خیر مقدم نہ ہوگا۔ ممکن ہی کہ تھسلی والے تمہیں خوش آمدید کہیں وہاں غیر ملکیوں کی خیرات پر تمہارا گذارہ ہوگا۔ اور یہ کوئی خوبی نہیں۔ تم اپنے بچوں کو وہاں نہ لیجا سکوگے اور انہیں ایتھنز میں تمہارے دوستوں کے پاس ہی رہنا ہوگا۔ جو تمہارے بچوں سے خواہ تم ایتھنز سے باہر چلے جاؤ یا مر جاؤ محبت کرینگے۔ پس اے سقراط تم ہماری بات سنو۔ کیونکہ ہم نے تمہاری تربیت کی ہی۔ تم اپنی جان اور بچوں کے خیال کو انصاف پر ترجیح دو۔ لیکن انصاف کو مقدم سمجھو تاکہ دنیا کے شہزادوں کے سامنے تم سُرخرو ہو۔ اب تو تم بیگناہ مصیبت زدہ جا رہے ہو۔ بغیر کسی قسم کی بُرائی کرنے کے۔ البتہ تم انسانوں کے شکار ہوئے ہو۔ گو قانون کی نظر میں تم مجرم نہیں لیکن تم بدی اور دکھ کے مقابلہ میں بدی اور دکھ ہی پہنچاؤ گے۔ تو تم اس معاہدہ کو توڑنے والے ہوگے جو تم نے ہم سے کیا تھا۔ اور تم ان کو جنہیں تم سے بالکل ضرر نہیں پہنچا ہے۔ یعنے اپنے آپ کو۔ اپنے دوستوں

اور ملک کو اور ہم کو بھی نقصان پہنچاؤ گے۔ اور تم ہی جب تک کہ تم زندہ رہو گے ناراض رہیں گے اور ہمارے بھائی یعنے دوسرے ممالک کے قوانین بھی تمہیں اپنا دشمن قرار دیں گے۔ کیونکہ انہیں معلوم ہو جائیگا۔ کہ تم نے ہم سے دھوکہ کیا ہے۔ اسلیئے ہماری بات سُنو۔ اور کرِیٹو کی تجویز کی طرف التفات مت کرو۔ یہی آواز اندر سے میرے کان میں آرہی ہے پس جانے دو جہاں خدا مجھے لیجاتا ہے۔

سقراط کی زندگی کے آخری دن اسکے دوستوں نے اس سے جیلخانہ میں ملاقات کی۔ اور جب کہ موت کا وقت بہت نزدیک آگیا تو کرِیٹو نے اس کی بیوی اور بچوں کو وہاں سے رخصت کردیا۔ افلاطون آخری نظارہ کے وقت موجود نہ تھا۔ لیکن اس نے اپنی کتاب فیڈو میں سقراط کی گفتگو درباره بقاء روح کا اسی طرح ذکر کیا ہے۔ جس طرح کہ فیڈو نے بیان کیا تھا۔ یعنے سقراط نے کہا کہ موت صرف روح اور جسم کی علیحدگی ہے۔ اور یہی فلسفہ کا آخری نتیجہ ہے جسم خیالات کی سدراہ ہوتا ہے لیکن روح سچائی کو پاجاتا ہے جبکہ وہ اپنے آپ میں محو ہو جائے۔ کہ جسمانی حس کے ذریعہ وہ انصاف۔ خوبصورتی۔ نیکی اور دوسرے خیالات کو نہیں دیکھ سکتا۔ فلاسفر تمام عمر جسمانی خواہشات کے ساتھ لڑتا رہتا ہے۔ اور روح کی نجات پر اُسے خوش ہونا چاہیئے۔ اسلیئے وہی سچا دلیر ہو سکتا ہے۔ اور پرہیزگاری اور دیگر نیک صفات اسی کے نزدیک حقیقت رکھتی ہیں جب کرِیٹو نے سقراط سے پوچھا کہ اُسے کس طرح دفن کیا جائے۔ تو اُس نے جواب دیا کہ جس طرح تم پسند کرو۔ البتہ مجھے تم کھڑے رکھو اور احتیاط رکھو کہ میں تم سے کہیں چلا نہ جاؤں +

فیڈو بیان کرتا ہے۔ کہ جب سقراط کو داروغہ جیل نے زہر کا پیالہ دیا تو اُس نے بڑے آرام اور متانت سے کسی قسم کے خطرہ یا چہرہ پر کسی قسم کے تغیر کے اثر کے لیلیا۔ اور زہر کا پیالہ بڑی پھُرتی اور خوشی سے مُنہ کے ساتھ لگا کر پی گیا بعد ازاں اس نے زہر کے اثر ہونے کے متعلق ہدایات کو سُنا اور اُن کے مطابق عمل کیا۔ جبکہ اسکی کمر سرد ہو رہی تھی۔ اس نے اپنے چہرہ پر سے کپڑا اُٹھایا اور کرِیٹو سے کہا کہ میں نے اسکلیپئس کا ایک مرغا دینا ہے۔ یاد رکھنا کہ اس کا قرض ادا کیا جائے کرِیٹو نے جواب دیا۔ قرض ضرور ادا کر دیا جائیگا۔ اور پھر پوچھا کہ کچھ اور تو نہیں کہنا۔ اس سوال کا کچھ جواب نہیں ملا۔ کیونکہ سقراط کی روح پرواز کر چکی تھی۔ ان حالات کو بیان کرنے کے بعد فیڈو۔ آہ وہ کیا گزرا ہوا انسان تھا کہ ہمارے دوست کا اس طرح انجام ہوا۔ وہ دوست تھے

میں ان سب سے زیادہ دانا منصف مزاج اور نیک سمجھتا ہوں جن سے میری واقفیت ہے +

فصل دوم

جناب یسوعؑ

جناب یسوعؑ کی زندگی کے حالات تاریخی نکتہ خیال سے بخوبی معلوم نہیں - اگرچہ وہ دنیا میں ایک عظیم الشان انسانوں میں سے ہیں - اور ایک بڑا حصہ مخلوق کا انہیں خدا یا جزو خدا مانتا ہے، آپؑ کی زندگی کے کچھ حصہ کے حالات انجیل سے معلوم ہوتے ہیں - اور ان میں بھی واقعات ایک دوسرے کے خلاف پائے جاتے ہیں - یہانتک کہ مختلف مصنفوں نے جناب مسیح کا مجموعہ مختلف دیا ہے - ان کی پیدائش اور نشو و نما - اُن کی تعلیم اور خانگی حالات سب پر ایک قسم کا پردہ ہے - بلکہ ان کی صلیب کا واقعہ اور شہادت بھی عقدہ لاینحل سا ہے - جس کی وجہ سے ان کی شہادت کی اصل کیفیت کے متعلق رائے زنی کرنا بہت مشکل ہو گیا ہے - انہیں نے جناب یسوعؑ کی زندگی کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے - پہلے حصہ میں فریسیوں کے درشت اور مغرور طرز زندگی کے خلاف انہوں نے گلیل کے گرد و نواح میں بڑی سرگرمی اور تحمل سے نیکی اور آخرت میں اس کے اجر کے متعلق وعظ کیا - انہوں نے آسمان کی بادشاہت کی طرف بڑے زور سے توجہ دلائی اور اس دنیوی جاہ و جلال کو حقیر بتلایا - وہ غریبوں کے ساتھ بھی ہمدردی اور مہربانی کرنے کی وجہ سے ہر دلعزیز ہو گئے تھے - بعض لوگ ایسے بھی موجود تھے - جو انہیں مسیح موعود سمجھتے تھے انہوں نے لوگوں کو اسبات سے بھی روکا کہ وہ اسے نیک اُستاد بھی نہ کہیں یہ کہکر کہ سوا خدا کے کوئی نیک نہیں - اور ان لوگوں کو جو انہیں خدا کا بیٹا کہتے تھے ملامت کی +

دوسرا حصہ جناب مسیحؑ کی زندگی کا وہ ہے جبکہ انہوں نے یروشلم کیطرف سفر کیا - ایک اندھا فقیر یسوع سے یوں مخاطب ہوا کہ اے داؤد کے بیٹے مجھ پر رحم کر - اُسے مسیحؑ نے تندرست کیا - اور ایک انبوہ کثیر انکے پیچھے یروشلم تک گیا - جہاں کہ انکے آنے پر لوگوں نے داؤد کے بیٹے کے نام کے نعرے بلند کئے - جب وہ ہیکل میں داخل ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ یہودیوں نے بجائے اسکے کہ وہ اسمیں عبادت کرتے اُسے خرید و فروخت کی منڈی بنا رکھا ہے،

اس پر جناب مسیحؑ کو بہت غصہ آیا۔ اور انہوں نے صرافوں کی دکانیں اُلٹ دیں لیکن جناب مسیحؑ کی اس قسم کی دلیرانہ کارروائیوں سے اور اس عزت کے باعث جو لوگ ان کی کرنے لگ گئے۔ یہودی فریسیوں کے دل میں بُغض اور حسد کی آگ بھڑک اُٹھی اور وہ اُنکی موت کے لئے تجاویز سوچنے لگے داؤد کے بیٹے کے نام کے نعرے نے جگر کو پاش پاش کر دیا۔ ان فریسیوں کیلئے جو ایک مختلف قسم کا مسیح یا یہودی بادشاہ کی امید میں بیٹھے ہوئے تھے یہ نعرہ بہت ہی نامبارک تھا۔ ان کی آنکھیں کسی دوسرے موسیٰ کی طرف لگی ہوئی تھیں۔ جو اُن کی گم شدہ سلطنت پر ان کے لئے قائم کر دیگا +

لیکن مسیحؑ کی تعلیم یہ تھی کہ تم نے یہ سُنا ہوا ہے کہ آنکھ کے بدلے آنکھ اور دانت کے بدلے دانت لیکن میں کہتا ہوں کہ بدی کا مقابلہ نہ کرو۔ جو تمہیں دائیں گال پر دھپڑ مارے اسکے سامنے بائیں گال کر دو۔ اور اگر کوئی تمہیں عدالت میں لیجائے۔ اور تمہارا کوٹ لیلے۔ تو اُسے اپنا جبہ بھی دیدو۔ اور اگر کوئی تمہیں ایک میل لیجانے کیلئے مجبور کرے تو تم دو میل اس کے ساتھ جاؤ۔ فقیہی اور فریسی اپنی پرہیزگاری لوگوں پر بہت ظاہر کرتے تھے لیکن جناب مسیحؑ نے انہیں بتلایا۔ کہ تم لوگوں کے دکھلاوے کے لئے اپنی پرہیزگاری اور بزرگی کا اظہار مت کرو۔ ورنہ خدا سے جو آسمانوں پر ہے تمہیں کچھ اجر نہ ملیگا +

جناب مسیحؑ یہودی فریسیوں کو ریاکار کرکے پکارتے تھے انہوں نے اپنے ہم مذہبوں پر حکومت اور اقتدار پورا حاصل کر لیا تھا۔ جس کی وجہ سے انہیں بہت مفاد پہنچتا تھا۔ مگر جناب مسیحؑ سے انہیں کسی قسم کی مدد نہ مل سکتی تھی۔ اس تعلیم کے مقابلہ میں جو وہ لوگ حضرت موسیٰ کی طرف منسوب کرتے تھے۔ جناب مسیحؑ کی تعلیم بہت ہی آزادانہ تھی۔ حضرت مسیحؑ کے اصولوں کے شریفانہ اور بلند پایہ ہونے میں کوئی شک و شبہ نہ تھا۔ وہ خود خدا کی محبت میں محو تھے۔ ان کو خدا کے ساتھ اسقدر محبت تھی جیسا کہ بچہ کو باپ سے ہوتی ہے۔ وہ خدا کو اپنا باپ اور دوسروں کا باپ بھی کہکر پکارا کرتے تھے۔ انہوں نے لوگوں کو بتلایا۔ کہ اگر تم خدا کا بیٹا ہونے کا خطاب حاصل کرنا چاہتے ہو تو تم ان کی طرح حضرت مسیحؑ کی طرح اللہ کے پورے تابعدار بن جاؤ۔ ان کی خواہش تھی۔ کہ ہر ایک شخص خدا کا فرمانبردار رہے اور جو کچھ وہ

مانگنا چاہیے خدا ہی سے مانگے۔ انہوں نے کہا ہے۔

"مانگو تو تمہیں دیا جائیگا۔ ڈھونڈو تو پاؤ گے۔ دروازہ کھٹکھٹاؤ تو تمہارے لئے کھولا جائیگا۔ کیونکہ جو کوئی مانگتا ہے اُسے ملتا ہے۔ اور جو ڈھونڈتا ہے۔ اور جو کھٹکھٹاتا ہے اسکے واسطے کھولا جائیگا۔ کہ تم میں ایسا کون آدمی ہے کہ اگر اس کا بیٹا اس سے روٹی مانگے تو وہ اسے پتھر دے۔ اگر مچھلی مانگے تو اُسے سانپ دے۔ پس جبکہ تم بُرے ہو کر اپنے بچوں کو اچھی چیزیں دینی جانتے ہو تو تمہارا باپ جو آسمان پر ہے اپنے مانگنے والوں کو اچھی چیزیں نہ دیگا (متی باب ۷۔ آیت ۷۔۱۲)

حضرت مسیح کو دنیاوی باتوں سے نفرت تھی انہوں نے کیا خوب کہا ہے۔ کہ کوئی آدمی دو مالکوں کی خدمت نہیں کر سکتا۔ کیونکہ یا تو ایک سے عداوت رکھیگا یا دوسرے سے محبت۔ یا ایک سے ملا رہیگا اور دوسرے کو ناچیز جانیگا۔ تم خدا اور دولت دونوں کی خدمت نہیں کر سکتے۔ اسلئے میں تم سے کہتا ہوں کہ اپنی جان کا فکر نہ کرنا کہ ہم کیا کھائیں گے؟ کیا پئیں گے؟ اور نہ اپنے بدن کا کہ کیا پہنینگے؟ کیا جان خوراک سے اور بدن پوشاک سے بڑھ کر نہیں؟ ہوا کے پرندوں کو دیکھو کہ نہ بوتے ہیں نہ کاٹتے نہ کوٹھوں میں جمع کرتے ہیں۔ تو بھی تمہارا آسمانی باپ انکو کھلاتا ہے۔ کیا تم ان سے زیادہ قدر نہیں رکھتے؟ تم میں ایسا کون ہے جو فکر کر کے اپنی عمر میں ایک گھڑی بھی بڑھا سکے؟ اور پوشاک کیلئے کیوں فکر کرتے ہو؟ جنگلی سوسن کے درختوں کو غور سے دیکھو کہ وہ کس طرح بڑھتے ہیں۔ وہ نہ محنت کرتے نہ کاتتے ہیں۔ تو بھی میں تم سے کہتا ہوں کہ سلیمان بھی باوجود اپنی ساری شان و شوکت کے انمیں سے کسی کی مانند پوشاک پہنے ہوئے نہ تھا۔ پس جب خدا میدان کی گھاس کو جو آج ہے اور کل تنور میں جھونکی جائیگی ایسی پوشاک پہناتا ہے۔ تو اے کم اعتقادو تمکو کیوں نہ پہنا دیگا؟ اسلئے فکر مند ہو کر یہ نہ کہو کہ ہم کیا کھائیں گے؟ یا کیا پئیں گے؟ یا کیا پہنینگے؟ کیونکہ ان سب چیزوں کی تلاش میں غیر قومیں رہتی ہیں۔ اور تمہارا آسمانی باپ جانتا ہے کہ تم ان سب چیزوں کے محتاج ہو۔ بلکہ تم پہلے اسکی بادشاہت اور اس کی راستبازی کی تلاش کرو۔ تو یہ سب چیزیں بھی تمہیں مل جائینگی۔ پس کل کی فکر نہ کرو کیونکہ کل کا دن اپنے لئے آپ فکر کر لیگا۔ آج کے لئے آج ہی کا دکھ کافی ہے۔

اشاعت اسلام بک ڈپو
کا
رعایتی اعلان
ماہ رمضان کے اخیر تک

نام کتاب	قیمت	رعایتی قیمت	نام کتاب	قیمت	رعایتی قیمت	نام کتاب	قیمت	رعایتی قیمت
بلاین بیرہ	۱۲ر	۹ر	صبر کی خوبی	۳ر	۲ر	اصطلاحات اسلامی مجلد	۶ر	۴ر
اسوۂ حسنہ	۸ر	۶ر	خورشید جہاں	۴ر	۳ر	التوحید	۱ر	۰ر
ام المحسنہ	۱۲ر	۹ر	رقیبہ مرزا	۳ر	۲ر	طریق اصلاح	۱ر	۰ر
لمعات انوار محمدیہ	۶ر	۴ر	زنانہ خطبات	۵ر	۴ر	نادرہ نالی	۱ر	۰ر
خطبات سوانح	عصر	۱۲ر	لیکچر اسلام مغربی بنٹ	۳ر	۲ر	کرشن اوتار	۱ر	۰ر
مسلم مشنری کی پہلی کتاب حصہ اول	۱۰ر	۱ر	زنانہ حساب کتاب	۵ر	۳ر	پیغام صلح	۱ر	۰ر
،، ،، حصہ دوم	۱۰ر	۱ر	تعلیم الصبیان	۳ر	۲ر	آنحضرت کی تعلیمات النبی صلعم	۳ر	۲ر
،، ،، حصہ سوم	۱۰ر	۱ر	مناجات بیوہ	۲ر	۱۰ر	لیکچر اسلام	۱ر	۰ر
بنگال کی دلجوئی	۱ر	۰ر	رباعیات حالی	۴ر	۳ر	جام عرفان	۱ر	۱ر
نکات القرآن حصہ اول	۶ر	×	جام کوثر	۴ر	۳ر	ہنر آموزی	۴ر	۳ر
،، حصہ دوم	۶ر	×	امام حسین	۴ر	۳ر	انتظام خانہ داری	۴ر	۳ر
،، حصہ سوم	۸ر	×	۱۲ دلچسپ کہانیوں کا			کھانا پکانا	۴ر	۳ر
،، حصہ چہارم	۶ر	×	مزیدار سٹ	عہ	۱۲ر	اخلاقی کہانیاں	۴ر	۳ر
حدوث مادہ	۴ر	×	ناصح مشفق	۳ر	۲ر	تعلیم نسواں کی پہلی کتاب	۲ر	۱ر
ادیب نسواں	۴ر	۳ر	حقیقۃ المسیح	۲ر	×	،، دوسری کتاب	۳ر	۲ر
انشائے نسواں	۴ر	۳ر	تائید حق	۸ر	۶ر	،، تیسری کتاب	۴ر	۳ر

المشتہر:- خواجہ عبدالغنی مینیجر اشاعت اسلام بک ڈپو عزیز منزل لاہور

ماہ رمضان المبارک کے اخیری یوم تک

رسالہ اشاعت اسلام کی سابقہ جلدوں میں رعایت

جلد ۱۹۱۴ء ۶ پرچے
قیمت ۹ر

فہرست چیدہ مضامین

۱۔ خدا کا کامل ظل
۲۔ ذہنی بہشت آسمانی
۳۔ اسلام کس طرح پھیلا
۴۔ بلاد غربیہ میں تبلیغ اسلام
۵۔ شراب
۶۔ اسلام اور مغرب
۷۔ اسلامی نماز
۸۔ مسجد ووکنگ میں ایک اسلامی خطبہ نکاح
۹۔ رسول کریم صلعم کے اخلاق حسنہ
۱۰۔ میں نے اسلام کیوں قبول کیا
۱۱۔ سچی اور جھوٹی شہادت
۱۲۔ موجودہ جنگ اور پیغمبر اسلام صلعم
۱۳۔ اسلام اور جنگ
۱۴۔ آنحضرت سے پیشتر اکے عیسوی علم دینیات کا نقشہ
۱۵۔ اسلام کیا ہے
۱۶۔ ہماری نماز جمعہ
۱۷۔ دعا
۱۸۔ کیا یسوع مسیح خدا کے اکلوتے بیٹے تھے
۱۹۔ غلطا کار گنہ گار
۲۰۔ اسلام میں عورت
۲۱۔ اسلام سراسر امن ہے
۲۲۔ خطبہ عید الضحےٰ

جلد اول سنہ ۱۹۱۵ء ۱۱ پرچے
قیمت ۲ عہ

فہرست چیدہ مضامین

۱۔ اسلامی نماز اور اسپر مغربی اعتراض
۲۔ حسن قرآن پر عیسائی اہل قلم لوگوں کی شہادتیں
۳۔ امن سلامتی کا مذہب
۴۔ حضرت محمد صلعم بحیثیت فاتح
۵۔ قرآن کریم اور عقل
۶۔ دنیا میں امن پیدا کرنے کی راہ
۷۔ قرآن کریم کے متن قدیم نسخوں کے اوراق و ڈاکٹر منگانا کے اعتراض قرآن کا جواب
۸۔ بیگم صاحبہ بھوپال مسلم انڈیا
۹۔ قرآن کریم کا بول بالا
۱۰۔ اسلام اور انسداد شراب نوشی
۱۱۔ عیسائیت اور توحید
۱۲۔ ہندوستانیوں کی وفاداری
۱۳۔ ایک بلند طبقہ گھرانہ کا قبول اسلام
۱۴۔ یسوع الوہیت اور انسانیت کا ایک نمونہ
۱۵۔ اسلام الانسنہ یا زبانوں کی ماں
۱۶۔ اسلام میں انصاف
۱۷۔ اسلام میں وزن کا حکم
۱۸۔ اخلاقی معجزات
۱۹۔ بائبل میں اسلام
۲۰۔ حضرت محمد اور جناب مسیح

جلد دوم سنہ ۱۹۱۶ء ۱۱ پرچے
قیمت ۲ عہ

فہرست چیدہ مضامین

۱۔ اسلام اور عقل انسان
۲۔ دنیا کا آخری نبی
۳۔ اسلامی نماز کا فلسفہ
۴۔ توحید الٰہی کا کمال اسلام میں ہی ہے۔
۵۔ رحمۃ للعالمین
۶۔ عربوں کا احسان تہذیب پر
۷۔ ایک انگریز بادشاہ کا توحید الٰہی و رسالت نبی کریم صلعم پر اقرار
۸۔ مسئلہ زندگی
۹۔ حضرت مسیح کا کیا مذہب تھا؟
۱۰۔ سب نبیوں کا موعودہ رسول
۱۱۔ صفات باری تعالےٰ
۱۲۔ اسلام اور عیسائیت
۱۳۔ اسلام میں مرد اور عورت کی حیثیت کا مقابلہ
۱۴۔ سیرت نبوی
۱۵۔ اسمائے قرآن
۱۶۔ شیرازہ اسلام
۱۷۔ عربی علمی سوسائٹی
۱۸۔ اعشائے ربانی میں شراب
۱۹۔ ابراہیم کا مذہب
۲۰۔ تعدد ازدواج

جلد سوم سنہ ۱۹۱۷ء ۱۰ پرچے
قیمت عاہ

فہرست چیدہ مضامین

۱۔ سب سے زیادہ کامیاب نبی
۲۔ تاریخی نبی
۳۔ اسلام بذریعہ تلوار نہیں پھیلا
۴۔ اسلام میں جہاد
۵۔ آنحضرت صلعم کا ایک سپاہی کی حیثیت میں
۶۔ آنحضرت صلعم ایک خاوند کی حیثیت میں
۷۔ [illegible] اور علم اصول
۸۔ وراثت میں جمہوریت
۹۔ سود اور شراب
۱۰۔ انسان کامل
۱۱۔ اسلام کا احسان عورت پر
۱۲۔ زکوٰۃ اور اسکا مصرف
۱۳۔ مذہبی بے چینی
۱۴۔ لارڈ ہیڈلے باالتماہم
۱۵۔ جمع قرآن
۱۶۔ اسلام میں عورت کی حیثیت
۱۷۔ خدا کی کامل تصویر
۱۸۔ کفارہ کی تردید
۱۹۔ دین فطرت
۲۰۔ ایک پادری سے مقابلہ کیلئے
۲۱۔ غلامی
۲۲۔ رمضان
۲۳۔ بعد الموت
۲۴۔ اسلام اور ترقی
۲۵۔ کلیسا کی گردن قرآن کے سامنے جھک گئی

جلد چہارم سنہ ۱۹۱۸ء ۱۱ پرچے
قیمت ۲ عہ

فہرست چیدہ مضامین

۱۔ عورت اور عورت کے حقوق اسلام
۲۔ ایام حج میں مکہ معظمہ کا منظر
۳۔ اسلام اور موجودہ علمی تحقیقات
۴۔ نور از کوہ فاران
۵۔ آنحضرت صلعم کا اسوہ حسنہ
۶۔ ہندوستان کی روحانیت
۷۔ نبی کریم کا علم غیب
۸۔ مومنوں کی حیات اور موت
۹۔ پہاڑی والا وعظ
۱۰۔ مسئلہ ارتقا انسانی
۱۱۔ جلسہ میلاد النبی صلعم
۱۲۔ اسلام کی خوبیاں
۱۳۔ اسلام کا علم اخلاق
۱۴۔ ذرات عالم کا مذہب
۱۵۔ اعجازی مچھلی
۱۶۔ تاریخی اسلام
۱۷۔ محمد صلعم آیت اللہ
۱۸۔ نعرہ توحید
۱۹۔ عیسائی عقائد کی نئی شکل
۲۰۔ ہستی باری تعالےٰ
۲۱۔ باطنیات اسلام
۲۲۔ سادگی ایمان
۲۳۔ مطالبہ اسلام
۲۴۔ خدا کی بادشاہت
۲۵۔ ارتقائے انسانی
۲۶۔ ممنوع خوراک
۲۷۔ پنج ارکان اسلام
۲۸۔ بشارت صلح و امن
۲۹۔ ووکنگ مسلم مشن کی اجمالی کیفیت حساب مد خرچ

المشتہر خواجہ عبد الغنی مینجر اشاعت اسلام بک ڈپو عزیز منزل لاہور

مطبع [illegible] پریس کچی دروازہ لاہور میں حافظ مظفر الدین کے اہتمام سے چھپوا کر خواجہ عبد الغنی مینجر اشاعت اسلام لاہور نے شائع کیا